# امام احمد رضا کانفرنس

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

مجلہ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

United

LASER DOT PID-1-8/88

# مجلسِ عاملہ

بانی ــــ سیّد محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ

## سرپرست

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی ــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ــــ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری

## صدر

صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری

نائب صدر: حاجی شفیع محمد قادری

جنرل سیکریٹری: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

جوائنٹ سیکریٹری: السیّد زاہد سراج القادری

فنانس سیکریٹری: منظور حسین جیلانی

سیکریٹری اطلاعات و مطبوعات: پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدیقی

اراکین: حاجی عبداللطیف قادری

سیّد ریاست رسول قادری

سیّد اویس علی قادری

آفس سیکریٹری: اقبال احمد اختر القادری

نائب آفس سیکریٹری: سیّد خالد سراج القادری


ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) کراچی۔ ۷۴۴۰۰

فون: ۷۲۵۱۵۰۰، پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹ ٹیلیگرام "المختار"

# شرح سلامِ رضا

○--- مفتی محمد خان قادری

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کاش۔ برائے اظہار تمنا' محشر۔ روز قیامت' آمد۔ تشریف آوری

امام اہل محبت نے اللہ و رسول کی بارگاہ میں اپنی دلی اور آخری خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس دنیا میں جس طرح مجھے اپنے رؤف و رحیم آقا کی بارگاہ میں سلام پڑھنے اور لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے اسی طرح قیامت کے روز بھی آپ کا قرب نصیب ہو اور جب آپ کی محشر میں تشریف آوری ہو تو مجھے حکم ہو اے احمد رضا اب تو وہ سلام پڑھ جس کا مطلع ہے

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان محشر کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا جب لوگ قبور سے نکلیں گے تو ان میں اول میں ہوں گا۔ جب اللہ کے حضور جائیں گے تو میں ان کی قیادت کر رہا ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گئے تو میں ان کی نمائندگی کروں گا۔ جب وہ نا امید ہوں گے تو میں شفاعت کروں گا اور جب وہ پریشان حال ہوں گے تو میں انہیں خوش کروں گا۔ کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اولاد آدم میں سے میرا مقام اللہ کے ہاں سب سے بلند ہو گا۔

**یطوف علی الله الف خادم کا نہم لو لو مکنون (الترمذی)**

چمکدار موتیوں سے بڑھ کر خوبصورت ہزار خادم میرے ارد گرد ہوں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز بارگاہ نبوی میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے حاضر ہو کر اپنے پروں کو قبر انور کے ساتھ لگا کر زیارت و برکت حاصل کرتے ہوئے درود و سلام عرض کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ جب میدان محشر میں تشریف لائیں گے۔

**خرج فی سبعین الفامن الملائکته یو قرونه صلی الله علیه وسلم**

تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔ (التذکرہ للقرطبی ۲۱۴)

انہی فرشتوں اور خدام کو اعلیٰ حضرت نے "خدمت کے قدسی" کہا ہے۔ یعنی جب فرشتوں کے جھرمٹ میں میدان محشر میں میرے کریم آقا کی تشریف آوری ہو تو فرشتے مجھ سے کہیں اے احمد رضا اب جھوم جھوم کر اور وجد کرتے ہوئے پڑھئے

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اور واقعہ اعلیٰ حضرت ہی نہیں ہر وہ شخص جس نے خلوص نیت سے اپنے آقا کے حضور کثرت کے ساتھ درود و سلام پڑھا ہو گا اسے قیامت کے روز یہ موقعہ ملے گا کیوں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

**اولی الناس بی یوم القیامته اکثرھم علی صلاۃ (الترمذی)**

روز قیام میرے سب سے قریب وہ شخص ہو گا جو تم میں سے کثرت کے ساتھ درود و سلام عرض کرنے والا ہو گا۔

**ابتدا اور انتہا سلام :** کتنا ادب اور احترام ہے کہ بات شروع بھی سلام سے کی اور اختتام بھی سلام پر کیا۔ ابتدائی مصرعہ مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ہے اور یہی سلام کا آخری مصرعہ ہے۔ جب اول و آخر درود و سلام ہے جو مقبول ہے تو درمیانی حصہ از خود مقبول ہو گا۔

اعلیٰ حضرت کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں لوگ انہی الفاظ میں سلام عرض کرتے ہیں تو جو انہوں نے تحریر فرمائے تو جو ثواب و اجر ان پڑھنے والوں کو نصیب ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کے درجات میں بھی بلندی ہو رہی ہے اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اپنے دور کے سب سے زیادہ سلام عرض کرنے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے پیارے حبیب کی بارگاہ میں ادب و نیاز کے ساتھ درود سلام عرض کرنے کی توفیق بخشے اور ان اہل محبت کا صدقہ ہمیں بھی قیامت کے روز یہ شرف نصیب ہو

ساتھ ہم بھی ہوں زمزمہ خواں رضا
جبکہ جھرمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
United Bank Limited
at your service
PID-Islamabad
manhattan PAKISTAN

# سخن ہائے گفتنی



عشق نے غم ہر ایک کو در خور حوصلہ دیا
مجھ پہ نگاہ خاص تھی سب سے مجھے سوا دیا

ہم بارگاہ صمدیت میں سر بسجود ہیں کہ جس گراں بار کام کا بیڑا اٹھا گیا تھا—— مادی وسائل کی کمی و مشکلات نے اس میں ذرا تعطل نہیں آنے دیا—— بلکہ کارکنان کی پر خلوص محنت اور انتھک جدوجہد کی ہمت افزائی نے مہمیز کا کام دیا—— اور ہم روز بروز اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف رہے اور آج امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء کے موقع پر اس مجلّہ کی اشاعت اس عزم کا مکمل اظہار ہے کہ محقق دوراں امام احمد رضا کے مسلک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے کی یہ سعی مسلسل جاری و ساری رہے گی۔ انشاء اللہ !

○

مقام امام احمد رضا مجدد علی الاطلاق کی شبانہ روز کاوشیں' احیائے دین کی پیہم جدوجہد' مقام الوہیت تحفظ و عصمت رسالت علی صاحبہا الصلوۃ و السلام' فرق ہائے باطلہ کی سرکوبی' بدعات و منکرات کے خلاف جہاد' علماء و عوام کی فکری اور اجتہادی راہنمائی—— آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ جو کام کئی ادارے مل کر نہ کرسکے اس کو امام نے تنہا سر انجام دیا—— آج ان کے کیئے ہوئے اس کام کو سمیٹنے کے لئے بھی ایک نہیں سینکڑوں ادارے ہیں اور سینکڑوں کی مزید ضرورت ہے' مگر پھر بھی امام احمد رضا کی حیات و افکار اور علمی ماثر پر کام ہے کہ پھیلتا چلا جارہا ہے۔

لیکن ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ جدید خطوط پر اپنے کام میں روز بروز وسعت دیتا چلا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو اندرون ملک کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر بھی پذیرائی حاصل ہوتی چلی جارہی ہے اور بحمد للہ و رسولہ یہ امام احمد رضا پر تحقیقات کے سلسلہ میں سند کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔ اس ضمن میں چند اہم پروگرام یہ ہیں :

- امام احمد رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور لائبریری کا قیام
- ملکی سطح پر جامعات میں امام احمد رضا چیرز کا قیام
- نشر و اشاعت کے لئے قائم کردہ ذیلی ادارہ المختار پبلی کیشنز کی جدید خطوط پر تعمیر و توسیع
- کمپیوٹر کمپوزنگ' اسکیننگ' اور پرنٹر یونٹ کا قیام
- بین الاقوامی سطح پر امام احمد رضا پر تحقیقی کام کو مزید مربوط بنانا اور اسے فروغ دینے کے لئے محققین' علماء اور دانشوروں کی رابطہ کمیٹی کا قیام
- سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کے علاوہ امام احمد رضا پر موضوعاتی مذاکرے اور سیمینار کا انعقاد
- امام احمد رضا پر کام کرنے والے دیگر اداروں اور انجمنوں سے اشتراک و تعاون

اس کام میں کارکنان ادارہ کے ساتھ، تمام بنکوں، کمپنیوں، نجی و سرکاری اداروں اور بذریعہ اشتہار و عطیات تعاون ادارہ کے کام کو مزید وسعت و ترقی دینے کا سبب بنتا ہے۔ ادارہ امید کرتا ہے کہ آئندہ آپ حضرات اس سے بڑھ کر ادارہ کے مقاصد کو پورا کرنے میں اس سے تعاون فرمائیں گے۔ انشاء اللہ

○

امام احمد رضا کانفرنس ۔۱۹۹۴ء کے موقع پر اداراہ مندرجہ ذیل کتابوں کو دیدہ زیب انداز میں آپ تک پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

☆۔ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ـــ ۱۹۹۴ء

☆۔ سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۴، ۱۹۹۴ء

(اس مرتبہ یہ شمارہ عربی، اردو، انگریزی کے ساتھ سندھی اور بنگالی زبان میں بھی پیش کیا جارہا ہے)

✸ ارمغان رضا امام احمد رضا کی فارسی نعتوں کا انتخاب مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

✸ تقدیس الوہیت اور امام احمد رضا از عبد الحکیم شرف قادری

✸ Fundamental Faith of Islam

by--Imam Ahmad Raza

(Translated by

Al-Hajj Muhammad Muazzam Ali)

○

ادارہ اپنی دیرینہ روایات کے مطابق امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی مقالہ جات برائے ڈاکٹریٹ مکمل کرنے والے دو حضرات

☆ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی، عنوان بزبان سندھی شعبہ اسلامک کلچر "حضرت احمد رضا بریلوی جا حالات افکارء اصلاحی کارناما" (سندھ یونیورسٹی، جامشورو سندھ)

☆ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری عنوان مقالہ بزبان اردو "کنز الایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ" (شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی)

کو طلائی تمغات "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ" بھی پیش کئے جارہے ہیں۔

ان شاء اللہ العزیز ادارہ اپنی اس شاندار روایات کو مستقبل میں بھی جاری رکھے گا۔

○

امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو تحقیق گراں مایہ امت مسلمہ کو پیش کی ہیں وہ سینکڑوں کتب و رسائل کی صورت میں موجود ہیں۔

ادارہ مختلف سرکاری و نیم سرکاری اداروں اور لائبریریوں کو امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتب کا سیٹ پیش کرتا رہتا ہے۔

اس ضمن میں امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء/۱۹۹۴ منعقدہ اسلام آباد کے موقع پر ہوٹل ہالیڈے ان اسلام آباد میں

تقریب تفویض کتب امام احمد رضا برائے

اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان

منعقد ہوئی۔ اس پروقار تقریب کے موقع پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے پیش کردہ امام احمد رضا کی کتب اسلامی نظریاتی کونسل کے چیرمین جناب مولانا کوثر نیازی نے وصول کئے۔ مولانا کوثر نیازی نے اس موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ قوانین اسلامی کی تشکیل میں امام احمد رضا کی کتب کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔

ادارہ اپنے تمام کرم فرماؤں، معاونین اور محبین کا شکر گزار ہے۔ جنھوں نے ادارے کے کام کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے تجاویز پیش کیں۔ عطیات و اشتہارات کے ذریعے اس کی مالی سرپرستی فرمائی۔ خصوصاً جناب زبیر حبیب صاحب، جناب حنیف عبد الرزاق جانو صاحب، جناب محمود صاحب، جناب حفیظ الرحمٰن صاحب، جناب حنیف اللہ والا صاحب، جناب اسلم آدم صاحب، جناب سید منور علی صاحب، ڈاکٹر محمد سلطان قریشی صاحب، جناب فاروق قصباتی صاحب، جناب فرحت قادری صاحب وغیرہم صاحبان نے ذاتی توجہ کے ساتھ ادارے کی معاونت فرمائی۔

اسی طرح ادارہ اہل قلم، ادباء اور اسکالرز کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے ادارے کی مطبوعات آپ تک پہنچانے میں اپنے مقالات و مضامین اور پیغامات سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ ادارہ ان سب کا بے حد شکر گزار ہے۔

ہم بارگارہ خداوندی میں دست بہ دعا ہیں کہ خدائے تعالیٰ اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں تمام معاونین، محبین اور ادارے کے مخلص کارکنان خصوصاً اقبال احمد اختر القادری، سید محمد خالد القادری، فاروق عبد القیوم قادری وغیرہم پر اپنی رحمتوں کی برکھا تانے رکھے اور امام احمد رضا کے فروغ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن میں مزید محبت و محنت سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اور کچھ اس کے سوا ہوش کی دوا نہیں
تو مجھے یاد ہے، کچھ اور مجھے یاد نہیں

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین

بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی
وہ شانۂ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان و دل میں
سنگِ اسود نصیبِ رکنِ شامی

یاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا؟
بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام
تصویر کا پھر کہیئے اترنا کیسا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PRIME MINISTER

## وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ'
## کا امام احمد رضا کانفرنس منعقدہ ۲۱ جولائی ۱۹۹۴ء کے موقع پر پیغام

یہ امر باعث مسرت ہے کہ ادارہ امام احمد رضا برصغیر پاک و ہند اور عالم اسلام کے ایک نابغہ روزگار مرد جلیل اعلحضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔

بزرگان دین' علمائے ملت اور فقہائے اسلام کی یاد میں ایسی شاندار کانفرنسوں کا انعقاد کرنا میرے خیال کے مطابق خالی از فائدہ نہیں ہوتا ان میں شرکت کرنے والے حضرات و خواتین بلاشبہ ان کے علمی و ادبی جواہر سے مستفید ہوتے ہیں۔ اعلحضرت امام احمد رضا بلا شک و شبہ ایک ایسی شخصیت تھے جنہوں نے نہ صرف فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ کیا بلکہ اسلامی علوم و فنون کی ترویج کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ کی شمعیں جلائیں اور انہیں اس بات کا باور کرایا کہ ان کی ترقی کا راز اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی اور اتباع مصطفیٰ میں ہے۔

انہوں نے اپنے بے مثال اور لافانی سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کے ذریعے معجزات رسول' اوصاف رسول' برکات رسول اور سراپائے نبی کی نہایت ہی دلکش الفاظ میں تصویر کھینچ کر اہل ایمان کے عرفان و ایقان کو بلندیاں بخشیں۔

میں اعلحضرت کی علمی و فقہی وجاہت کو دلی خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ یہ کانفرنس اپنے مقاصد میں کامیاب ہو اور اللہ رب العالمین اس میں حصہ لینے والوں کو اپنی رحمت خاص سے نوازے' آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

Syed Yousaf Raza Gilani
SPEAKER

ISLAMABAD

محترم وجاہت رسول قادری

مجھے یہ جان کر دلی مسرت ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام رضا حسب روایت ایک شاندار کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اور اس کانفرنس میں جہاں صاحبان علم و بصیرت احمد رضا خان کے کمالات علم کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں گے اور اس مناسبت سے ادارہ ایک خوبصورت مجلہ بھی شائع کرے گا۔ مولانا احمد رضا خان نے دینی تعلیم اور قرآن و حدیث کے علم کو بدلتے ہوئے حالات میں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔

مجھے امید ہے کہ امام رضا کانفرنس میں ان کی زندگی اور کارناموں کا تجزیہ اور تذکرہ مختلف پہلو سے کیا جائے گا۔ میری دعا ہے کہ آپ اور آپ کے رفقاء کار جس مشن کو لے کر چلے ہیں وہ بارگاہ رب تعالیٰ میں کامیابی سے ہمکنار ہو۔ انشاء اللہ

یوسف رضا

(سید یوسف رضا گیلانی)

جناب وجاہت رسول قادری
ادارہ تحقیقات امام رضا
۲۵۔دوسری منزل، جاپان مینشن
رضا چوک، صدر، کراچی۔

GOVERNOR, SINDH

Mahmoud A. Haroon

# پیغام

مجھے یہ جان کر بے حد مسرّت ہوئی ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس سال بھی امام احمد رضا کانفرنس منعقد کررہا ہے جس میں ملک اور بیرونِ ملک سے دانشور، اسکالرز، محقق اور ادیب حضرات شرکت کررہے ہیں۔

۱۴ ویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں حضرت امام احمد رضا کی صورت میں ایک ایسی شخصیت نے جنم لیا جس نے نہ صرف فقہِ اسلامی کی خدمت کے ذریعے مسلمانوں کے دینی شعور کو پختہ کیا بلکہ اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانانِ ہند کے سینوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی تڑپ پیدا کی جو ملّت کے تشخص کے تحفظ میں کام آئی۔

آپؒ اپنے دَور کے ایک عظیم مصلح، مفسر، مترجم، فقیہہ، شاعر، معتبر عالم، حق گو، عارف باللہ اور حق نگر تھے۔ اس لئے زبان و قلم سے حق واضح اور آشکارا فرماتے رہے۔ عربی، فارسی اور دیگر زبانوں و علوم پر آپ کو قدرت حاصل تھی۔ آپ کی عظیم شخصیت روشنی کا ایسا مینارہ ہے جس نے اتھاہ تاریکی اور انتہائی مایوسی کے دَور میں مسلمانِ ہند کی رہنمائی اپنے علم و عمل کے ذریعے فرمائی۔

حضرت امام رضا نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام کی عظیم و جامع صفات شخصیت تھے جن کا نام علم و عمل کے حوالے سے عالمی اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے، آپ کے افکار نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کے لئے دنیاوی اور اخروی نجات کا باعث ہوں گے۔

میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محمود اے ہارون

گورنر سندھ

Syed Abdullah Shah

CHIEF MINISTER, SINDH

**MESSAGE**

It gives me great pleasure to know that a conference is being organised to commemorate the services and achievements of great religious scholar, Allama Ahmed Raza, under the auspices of Idara-e-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza.

The services rendered by Allama Ahmed Raza particularly in projection of Islamic teachings in and outside the sub-continent is a golden chapter of our history and would indeed serve as beacon of light for our future generations.

As an independent and sovereign nation, we are indebted to Allama Ahmed Raza whose preaching played a vital role rather moving spirit behind the great struggle of muslims of sub-continent called the freedom movement.

I congratulate the organisers for holding such conferences every year. I am sure these endeavours would be helpful to the people to understand the dynamism and wisdom of Allama Ahmed Raza not only in Pakistan but the entire muslim world.

I wish the organizers all success.

( SYED ABDULLAH SHAH )

# SINDH AGRICULTURE UNIVERSITY

**Tando Jam, Pakistan**

**Phone (02233) 282**
**Cable SAUNI**


DATE_______________

M E S S A G E

It gives me a pleasure to learn that "IDARA-I-TAHQEEQAT-E-IMAM RAZA" holds a Conference to commemorate Imam Ahmed Raza Khan Al-Afghani Al-Hindi the great scholar on 21st July, 1994 at Taj Mahal Hotel, Karachi and the Institute would also publish a Souvenir on the occasion.

Imam Sahib was a distinguished religious scholar and a dynamic personality. His mission was to bring the revival of Islamic spirit in the muslims of Indian sub-continent in the time when their national identity, cultural heritage and the religious awareness was almost degenerating under the heavy influence of westernized Education during the British rule.

The success of his mission is evident from his so many books of high ranking religious literature and the Conferences which are held even after 70 years after his death.

I am confident that the forum of this Conference would focus the light on the teachings of Imam Sahib and the deliberations of this Conference would provide new horizons of religious knowledge for the young generation to explore the hidden treasures. I congratulate the organizers for their valuable efforts to arrange this great Conference and I wish to make it a real success.

DR. IRSHAD ALI SOOMRO
VICE CHANCELLOR

**Abdul Hameed Memon**
T.I.
Vice-Chancellor
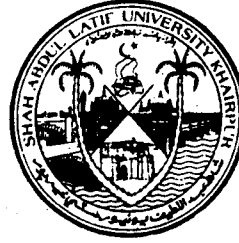
Tele Off : 0792-2472 51719
Res : 0792-2337 51914
Hyd : 0221-82932 863100

NO:VC/SECY/SALU/KHP/-41
DATED: 31. 05. 1994
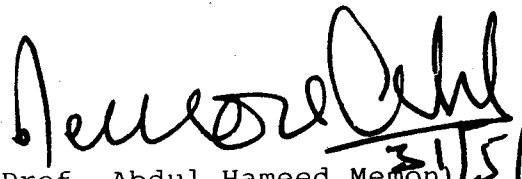
SHAH ABDUL LATIF
UNIVERSITY
KHAIRPUR

MESSAGE

It is a matter of great pleasure to know that Idara-i-Tahqeeqat-e-Imam Ahmed Raza is going to publish a souvenior on the occasion of Imam Ahmed Raza Conference to be held on Thursday, 21st July, 1994.

Imam Ahmed Raza, the great scholar, saint, faqih, intellectual of 19th/20th century was writer of over 1000 books on more than 70 subjects of islamic teaching and new and old sciences. He also played a vital role in the teaching of Islam in this subcontinent.

I am sure that this souvenior will prove fruitful and productive for the readers of Islamic Education, I wish you all the success.

31/5/94
(Prof. Abdul Hameed Memon)
Vice Chancellor

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**University of Sind**

Jamshoro (Sind), Pakistan
Tel. Add. "UNISIND"
Phone: 71292/

CHAIRMAN,
DEPARTMENT OF
MUSLIM HISTORY

# پیغام

Dated ________ 198

Ref. No. ________

یہ جان کر مجھے دلی مسرت ہوئی کہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا حسبِ روایت سالانہ شاندار امام احمد رضا کانفرنس منعقد کر رہا ہے۔

امام احمد رضا خاں ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے آپ بیک وقت عظیم مصلح مفسر، مترجم، فقیہہ اور منفرد شاعر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ انیسویں صدی کی بیشتر مسلم تحریکیں، قومی اور ملی بازیافت کی تحریکیں ہیں۔

علی گڑھ، دیوبند، بریلی تحریکات کے درمیان تمام اختلافات کے باوجود یہ نکتہ مشترک ہے مولانا احمد رضا خاں کی عظیم اور کثیر الجہات شخصیت کو اس پس منظر کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا۔ ایک طرف تو انہوں نے مسلمانوں کی دینی تعلیم اور قرآن و حدیث کے علوم کو بدلے ہوئے حالات میں مسلمانوں کے سامنے یوں پیش کیا کہ وہ اسلامی خطوط پر اپنی زندگی کی تعمیر کرسکیں اور دوسری طرف انہوں نے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو ابھارہ۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو مولانا امام احمد رضا خاں کی صورت میں ایک منفرد شخصیت ملی جسے بجا طور پر اپنے عہد میں فقہ حنفی کا بڑا شارح اور موید و مجدد کہا جاسکتا ہے امام موصوف کی کم و بیش ایک ہزار تصانیف اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ نے ملتِ اسلامیہ کی اصلاح کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان انکی تحریروں، تصانیف کا تحقیقی مطالعہ کریں تاکہ انکے گرانقدر افکار و نظریات سے بطریق احسن استفادہ کیا جاسکے۔

میں اپنی اور ادارہ کی طرف سے مولانا وجاہت رسول قادری صاحب و پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب و دیگر کارپردازان کو پرمسرت موقع پر مبارکباد پیش کرتی ہوں میری دعائیں اور نیک تمنائیں انکے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ آپکی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

عزیز النساء چنہ

پروفیسر عزیز النساء چنہ

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز
سندھ یونیورسٹی جامشورو

Dean
Faculty of Islamic Studies
University of Sindh,
Jamshoro.

Phone: { 71243
71291/38

DEAN
FACULTY OF ARTS

Tel. Add: "UNISIND"
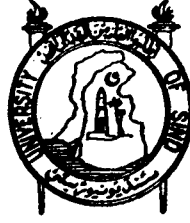
UNIVERSITY OF SIND
Jamshoro, Sind
(PAKISTAN)

Ref. No. DFA/

Dated ______________ 19

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں جب میں نے بہت کم
پڑھا تھا تب بھی اُن کے نام اور علمیّت نے مجھے بہت ہی زیادہ متأثر کیا
تھا۔ آپ کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔
آپ جیسے اھلِ دل عالم اور اسکالر دنیا کا مشترک سرمایہ ہیں۔ آپ کی
تعلیمات سے بھرہ مند ہونا بڑی سعادت ہے۔

میں جولائی ۱۹۹۴ء میں مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کے موقعہ پر جناب وجاہت رسول قادری
جناب پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب اور کارکنانِ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
کو دلی مُبارک باد اور تہنیت پیش کرتا ہوں۔ میں صوفیاءِ کرام کی تعلیمات
کا بہت دلدادہ ہوں۔ جن کا پیغام محبت ہے، جو انسانیت کے تمام دکھوں
کی دوا ہے۔

ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو
ڈین فیکلٹی آف آرٹس سندھ یونیورسٹی
چیئرمین سندھی ادبی بورڈ جامشورو

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر
اعزاز فضیلت

۲۷۲ ۔ اے ۔ او
بلاک نمبر ۳ سٹیلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
فون: ۴۴۲۲۸۹

تاریخ ۲۹ مئی ۱۹۹۴ء

مکرمی و محترمی جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ امر میرے لیے باعث طمانیت و ممنونیت ہے کہ "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی" اپنی توانا و تابندہ روایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے امسال بھی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔

اس صداقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ:

"نابغۂ روزگار امام احمد رضا محقق بریلوی ستر سے زیادہ علوم و فنون پر حاوی تھے مگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر حاوی تھا۔"

گویا مفسر، محدث اور فقیہہ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا مشن ہی "عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" جس کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے — کو زیادہ سے زیادہ عام کرنا، پھیلانا اور وسعت دینا تھا۔ ؎

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

اسی میں ہماری تمام کمزوریوں، کوتاہیوں اور غلطیوں کا ازالہ مضمر ہے۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ رب العزت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے امت مسلمہ کی تمام خطاؤں کو معاف فرما کر اسے پھر سے "عشق مصطفیٰ" کا سچا، سچا اور پکا داعی بنا کر دین و دنیا میں سرخرو کرے۔ آمین

والسلام
مخلص
محمد انعام الحق کوثر

DAILY
# Nawa-i-Waqt
LAHORE

NIPCO House, 4-Shara-i-Fatima Jinnah, Lahore - Pakistan.

24 - مئی 1994ء

## پیغام

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ امام احمد رضا رحؒ کانفرنس منعقد کرا رہے ہیں - امام موصوف علوم اسلامی کے بحر بیکراں تھے - انہوں نے تقریباً ستر علوم و فنون میں قابل قدر کتابیں لکھیں - وہ عظیم مصلح ، مترجم قرآن اور فقیہ یگانہ تھے - نعت گوئی میں وہ منفرد حیثیت رکھتے تھے - اور ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ زندہ رہے گا کہ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ ابھارنے میں اہم کردار ادا کیا ۔

امام احمد رضا رحؒ نے مسلمانوں کی علمی ، نظریاتی اور سیاسی حالت سنوارنے کے لئے عمر بھر کا کام کیا ، اور ایسے وقت میں بر صغیر کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ، جبکہ وہ غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے - انہوں نے دو قومی نظریہ کی تبلیغ کی اور اپنے علم اور قلم کو مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے استعمال کیا - انکی بلند پایہ کتب آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں ۔

میں آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ امام موصوف کے نظریات و خیالات عام کرنے کیلئے بھر پور جد و جہد کر رہے ہیں - میں آپ کی کامیابی کیلئے دعا گو ہیں ۔

(مجید نظامی)
ایڈیٹر

A PUBLICATION OF NIDA-I-MILLAT (PVT) LIMITED

Pakistan's premier independent and most influential national daily published simultaneously from Lahore, Karachi, Rawalpindi and Multan.
Phone: 6367551-54 (4 lines) 302050. Telex: 044870 DNWPK. Grams "NAWAAGENCY" P.O. Box: 2059 Fax: (042) 6367583

786

92


# MAULANA MUHAMMAD IBRAHIM KHUSHTAR
## SIDDIQUI — QADRI — RAZVI
(HEAD OF ISLAMIC SPIRITUAL AFFAIRS FOR U.K. & MAURITIUS)

28, Bis Sir Edgar Laurent Street
P.O. Box E.S. 17,
Port Louis — Mauritius
Phone: 083596

132 Crescent Road
Crumpsall, Manchester M8 6UF - UK
Tel.: 061-7958245


محبی صدر محترم مولانا سید وجاہت رسول قادری و اراکین
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
کراچی

بحمدہ تعالیٰ و بفضل رسولہ الاعلیٰ ۔ جشن مجدد اعظم (۱۴۱۵ھ) ۔ زبدہ دارین امام معظم (۱۴۱۵ھ)

امام احمد رضا سیف الزمان (۱۴۱۵ھ) ۔ اہل حق امام احمد رضا خان (۱۹۹۴ء) ۔ امام اہل سنت (۹۴) ۔

امام احمد رضا قبلہ طالبان (۱۹ء) ۔ سالانہ کانفرنس امام احمد رضا مقبول یزداں (۱۹۹۴ء)

کی خبر ابتہاج اثر ۔ موصول ہوئی ۔

اس دور میں اس کانفرنس کا اہتمام (۱۹۹۴ء) ۔ تجدید ایمان ۔ تجلی الیقین ۔ اور

مبین احکام و تصدیقات اعلام ۔ کی جانب راست اقدام ہے ۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے معاونین ۔ اراکین قابل صد تبریک و انعام ہیں

بقلم خوشتر صدیقی محمدی (۱۹۹۴ء)

23-6-94

# امام احمد رضا پر پاکستان میں پہلی ڈاکٹریٹ (Ph.D)

از ۔۔۔ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

پروفیسر مجید اللہ قادری ۔ نے کراچی یونیورسٹی سے "کنز الایمان" پر اور پروفیسر عبد الباری صدیقی نے سندھ یونیورسٹی سے سندھی زبان میں امام احمد رضا پر مقالہ لکھ کر ڈگری حاصل کرلی۔

الحمد للہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے تحریک پر آج دنیا بھر کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے حوالے سے تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ امام احمد رضا پر ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ڈی کے مقالے لکھے جا رہے ہیں اور بعض جگہ لکھ کر ڈگریاں حاصل کی جا چکی ہیں' جس کی تمام تر تفصیلات ادارہ کے سرپرست حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی اپنے مقالے "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" میں پیش کر چکے ہیں جو کہ پاک و ہند سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے نیز ۷ روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر ادارہ کے دفتر واقع کراچی سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ہونے والے کام پر ادارہ اپنے سالنامہ "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس" میں تبصرہ شائع کرتا ہے تاکہ محبان رضا کو باخبر رکھا جائے۔

سردست اہم اور تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ پروفیسر مجید اللہ قادری جو کہ اس ادارہ کے سیکریٹری جنرل بھی ہیں' نے حضرت ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی زیر نگرانی حضرت امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے حوالے سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ بعنوان۔

"کنز الایمان فی ترجمہ القرآن اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ"

لکھ کر پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی "کراچی یونیورسٹی" سے "Ph.D" کی ڈگری حاصل کرلی ہے۔۔۔۔ پروفیسر موصوف اسی یونیورسٹی میں شعبہ ارضیات کے استاد بھی ہیں

ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

(مختصر تعارف)

۔۔۔پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ولد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی

۔۔۔بی ایس سی آنرز جیولوجی ۱۹۷۵ء پہلی پوزیشن

۔۔۔ایم۔ایس۔سی جیولوجی ۱۹۷۲ء پہلی پوزیشن

۔۔۔ایم۔اے اسلامیات ۱۹۸۵ء تیسری پوزیشن

۔۔۔پی۔ایچ۔ڈی اسلامیات ۱۹۹۳ء زیر نگرانی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(پاکستان میں امام احمد رضا پر پہلا پی ایچ ڈی مقالہ)

عنوان "کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآن تراجم"

۔۔۔اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ارضیات جامعہ کراچی ۔۱۹۷۸ء۔۱۔۱ سے تا حال

۔۔۔ممبر سینیٹ' ممبر سنڈیکٹ اور ممبر ڈسپلن کمیٹی جامعہ کراچی

۔۔۔سکریٹری جنرل ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

۔۔۔ایڈیٹر : معارف رضا (سالنامہ)

۔۔۔خطیب جامع مسجد طیبہ لیاقت آباد کراچی

تحقیقی مقالات :

--۱۔ اردو ادب کی تاریخی فروگزاشت 'معارف رضا ۱۹۸۷ء

--۲۔ فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ' معارف رضا ۱۹۸۸ء

--۳۔ قرآن' سائنس اور امام احمد رضا' معارف رضا ۱۹۸۹ء

--۴۔ فقیہ اسلام بحیثیت عظیم شاعر و ادیب' معارف رضا ۱۹۹۱ء

--۵۔ مولانا نقی علی خان بریلوی' معارف رضا ۱۹۹۳ء

--۶۔ مقدمہ کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولف سید محمد اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی' معارف رضا ۱۹۸۷ء

--۷۔ مشاہدہ و مطالعہ (جہان شمس)

مولف اسمٰعیل رضا ذبیح ترمذی' معارف رضا ۱۹۹۲ء

--۸۔ امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف (امام احمد رضا کانفرنس)

مجلّہ ۱۹۹۳ء

(مرتبہ کتب)

--آئینہ رضویات (جلد اول)' مرتبین : مجید اللہ قادری / وجاہت رسول قادری

--صاحب فیض رضا(سید ریاست علی قادری' مرتبین : مجید اللہ قادری / وجاہت رسول قادری

--یادگار سلف (مولانا مفتی تقدس علی خان)' مرتبین : مجید اللہ قادری / وجاہت رسول قادری

--تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مولانا محمد صادق قصوری/ مجید اللہ قادری

--حاشیہ نگاری (جلد دوئم)' مرتبہ : مجید اللہ قادری

دوسرا اہم و تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ سندھ کے مشہور و معروف ممتاز عالم دین مفتی اعظم ٹھٹھہ حضرت علامہ مفتی عبداللطیف صدیقی ٹھٹوی رحمتہ اللہ علیہ شاہی امام و خطیب جامع مسجد شاہجہانی قاضی و الشرع ٹھٹھہ سندھ کے فرزند دل بند فاضل جلیل حضرت علامہ حافظ قاری پروفیسر عبد الباری صدیقی جو کہ ادارہ ہٰذا کے سکریٹری اطلاعات و نشریات بھی ہیں' نے پاکستان کے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر مدنی علی قادری کی نگرانی میں حضرت امام احمد رضا کی حیات و کارناموں کے حوالے سے سندھی زبان میں ڈاکٹریٹ کا مقالا بعنوان "حضرت امام احمد رضا خان بریلوی جی حیات افکار ء اصلاحی کارناما" لکھ کر سندھ یونیورسٹی جامشورو' حیدرآباد سندھ سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کر لی ہے۔ پروفیسر موصوف اپنے والد کے جانشین ہیں گویا مفتی اعظم ٹھٹھہ شاہی امام و خطیب جامع مسجد شاہجہانی ٹھٹھہ کے منصب پر فائز ہیں۔

ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

--پروفیسر ڈاکر حافظ عبد الباری ولد مفتی عبد اللطیف

--فاضل عربی ۱۹۶۵ء

--فاضل درس نظامی (امجدیہ) ۱۹۶۶ء

--ایم۔ اے عربی ۱۹۷۷ء

--ایم۔ اے اسلامیات ۱۹۷۴ء

--ایم ۔ایڈ ۱۹۷۵ء

--الشہادت العالیہ (تنظیم المدارس) ۱۹۸۶ء

--پی۔ایچ۔ڈی ۱۹۹۳ء

--خطیب و امام جامع مسجد شاہجہانی ٹھٹھہ

--مفتی و قاضی شہر ٹھٹھہ

--سینیئر رکن' ضلعی رویت ہلال کمیٹی ضلع ٹھٹھہ (سندھ)

--اسٹنٹ پروفیسر' جامعہ ملیہ گورنمنٹ ڈگری کالج' ملیر کراچی

--سکریٹری اطلاعات و مطبوعات ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

--مہتمم مدرسہ دار الرشد' ٹھٹھہ

--مہتمم دارالعلوم فیضان صدیقیہ کراچی

--رکن مجلس مشاورت' سالنامہ معارف رضا

ان ہر دو فاضلان کے اس تاریخی کارنامے پر ادارہ

تحقیقات امام احمد رضا مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اور ادارہ ہی کیا تمام اہل پاکستان انھیں مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں---- نیز ان جامعات کے وائس چانسلر حضرات کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں---- ان کے اس علم پرور اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ نیز ادارہ اپنی روایت کے مطابق امسال امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء کے موقع پر ان دونوں فضلاء کو "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۴ء" (طلائی تمغہ) پیش کر رہا ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ جامعات و کلیات اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹوں میں ریسرچ اسکالرز' دانشور اور محققین امام احمد رضا کے بلند پایہ علمی مقام سے واقف نہ تھے بلکہ ان اداروں میں امام احمد رضا کا ذکر بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ آج الحمد للہ چار دانگ عالم میں حضرت امام احمد رضا کے علم و فضل کا چرچا ہے۔ کسی کے مٹانے سے کوئی نہیں مٹتا جب تک کہ وہ مٹانے والا نہ مٹانا چاہے۔ اسی نے نہ چاہا کہ امام احمد رضا کا نام مٹا دیا جائے تو بھلا کون مٹا سکتا ہے۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

## "غوث اعظم دستگیر"

سیدنا امام ابو الحسن نور الدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابو القاسم عمر بزار قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں' میں نے اپنے مولی حضرت سید شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا اور اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔ والحمداللہ رب العالمین۔ تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریاد رس شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمٰعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے فریاد رسی دستگیری نہیں تو کیا ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں بعد از رحلت ارشاد پناہی روز عید بزیارت مزار ایشاں رفتہ بود در اثنائے توجہ بمزار متبرک التفات تمام از روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت خاصہ خودرا کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت مودند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ' جلد نہم' صفحہ ۹ - ۱۰)

امام احمد رضا کانفرنس
مبارک ہو
منجانب
کوثر دوپٹہ اسٹور
ہمارے یہاں ہر قسم کی پاکستانی، انڈین، برما، اور جاپان کی لیڈیز چادریں اور دوپٹہ وغیرہ
باآسانی دستیاب ہیں
رابطہ
محمد سکندر محمد اسمٰعیل قادری دوپٹہ والا
عبدالروف محمد اسمٰعیل قادری دوپٹہ والا
فون نمبر: 2421.02
پتہ
شاہ عبدالعلیم صدیقی روڈ نزد نور مسجد کاغذی بازار کراچی

# امام احمد رضا کا منظوم فتویٰ

○

مسئلہ۔ مسئولہ نواب صاحب محلّہ بہاری پور بریلی'

عالمان شرع نے کیا حکم ہے اس میں دیا
گر کسی نے ٹھیکہ دوکانوں کا مالک سے لیا
لے کے ٹھیکہ پھر یہ اس نے انتظام اپنا کیا
سب دکانوں کا کرایہ اس نے زائد کرلیا
پس یہ زاید جو اسے حاصل ہوا ہے اس سے زر
اس کے استعمال میں ہے فائدہ یا کچھ ضرر
اور اگر اس شخص کو ٹھیکہ سے کم آمد ہوئی
اور پوری کردی اس نے پاس سے اپنی کمی
اس کمی کا لینا کیا مالک کو جائز ہوگیا
اس میں جو حکم شریعت ہو مجھے دیجیے بتا

○

## الجواب

جتنی اجرت پر کہ مستاجر نے لی مالک سے شے
اس سے زائد پر اٹھانا چاہے تو یہ شکل ہے
اپنا کوئی مال جو قابل اجارہ کے ہوئے
اس کو اس شئے سے ملاکر دونوں کو اک ساتھ دے
یا زیادت شے میں کردے مثل تعمیر مکاں
کھونٹیا کہگل کو آں چو نہ مرمت این و آں
یا بدل دے جنس اجرت جیسی واں ٹھہرے روپے
اس کے یاں آنے ہیں گو بدلے میں لے ان کے روپے

یا کوئی کام اپنے ذمہ کرلے اس ایجار میں
تا زیادت اس عمل کے بدلے ہو اقرار میں
جیسے جاروب و دکاں اصلاح اسباب دکاں
اور جو خدمت کہ ہو شایان اجرت بی گماں
اور اگر یہ کم پہ دے ہے تو دے مختار ہے
مالک اجرت پوری لے گا اس سے جو اقرار ہے
یو ہیں خالی ڈال رکھتا جب بھی تو لیتا وہ دام
اب کمی سے کیا اسے واللہ اعلم واسلام

(فتاویٰ رضویہ، جلد ہشتم، صفحہ ۱۹۴۔۱۹۵)

# رُباعِیّات

○

کعبہ سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کے لیئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان کیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقدِ دل ہے

○

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیوں کر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اُٹھاؤ رُخِ روشن سے نقاب
مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

(امام احمد رضا)

۲۷

# فتاویٰ رضویہ پر ایک نظر

ڈاکٹر رشید احمد جالندھری
(ڈائریکٹر ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور)

○

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ دین قیم کے اسرار و حکم اور دقائق و حقائق، انہی قلوب پر منکشف ہوتے ہیں۔ جو مجلّا و مصفّٰی ہیں اور حسن مطلق کے جلوہ گاہ ہیں چنانچہ یہی لوگ ہیں جو دین اور معاشرے کے تعلق پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ دین، دنیا میں مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری کے لئے آیا ہے، اس کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے لئے نہیں آیا، چنانچہ کہا گیا ہے کہ جو آدمی اپنے معاشرے کے احوال و ظروف سے آگاہ نہیں، وہ "عالم" کہلانے کا مستحق نہیں۔ مولانا احمد رضا نے اپنے فتاویٰ میں معاشرے کے رسم و رواج اور عرف و عادات کو نگاہ میں رکھا ہے اور مقدور بھر سعی کی ہے کہ ایک مسلمان آسانی سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرے۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں بنیادی نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب کو رضاء مخلوق پر متدم رکھے اور فتنہ و فساد سے بچے اور انسانی قلوب کی مدارات و مراعات کے لئے غیر اولیٰ امور کو ترک کر دیا جائے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم (ص-۵۲۸، جدید) میں فرماتے ہیں :

"پس آن امور میں ضابطہ کلیہ واجبہ الحفظ یہ ہے کہ فعل فرائض و ترک محرمات کو ارضائے خلق پر مقدم رکھے اور ان امور میں کسی کی مطلق پروا نہ کرے، اور اتیان مستحب و ترک غیر اولیٰ پر مدارات خلق و مراعات قلوب کو اہم جانے اور فتنہ و نفرت، ایذا اور وحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔"

یہ بات شاید کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ جو لوگ شریعت مطہرہ کی روح اور حکمت و علت سے تغافل برتتے ہیں۔ اور ظاہری الفاظ کی پیروی کرنے پر زور دیتے ہیں، وہ بعض اوقات امت میں اختلاف و تشتّت کا باعث بنتے ہیں اور لوگوں کو مشقت و تنگی سے دو چار کرتے ہیں اگر ان کی نگاہ سے شریعت کا بنیادی مقصد او جھل نہ ہوتا تو ان کا زہد خشک لوگوں کو غیر اولیٰ اور لایعنی باتوں میں الجھنے نہ دیتا اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں : -

اسی طرح جو عادات و رسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے ان کی حرمت و شناعت نہ ثابت ہو، ان میں ترفع و تنزہ کے لئے خلاف و جدال نہ کرے کہ یہ سب امور ائتلاف و موانست کے معارض اور مراد و محبوب شارع کے مناقض ہیں، ہاں ہاں ہوشیار و گوشدار ! کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ و حکمت جلیلہ و کوچہ سلامت و جادہ کرامت ہے جس سے بہت سے زاھدان خشک اور اہل تکشف غافل و جاہل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے زعم میں محتاط و دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت و مقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم "جدید" ص-۵۲۸)

میں یہاں مولانا احمد رضا کے فتاویٰ سے اور مثالیں دینا چاہتا تھا،

بسم الله الرحمن الرحيم
اذا جاء نصر الله والفتح
ورأيت الناس يدخلون في دين الله افواجا
فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا

# امام احمد رضا کون؟

علامہ بدر القادری (ہالینڈ)

○

اپنی تاریخ سے چلمن کو ہٹاتا ہوں میں
ماضی ہند کے اک دور کا نظارا کرو
لرزے میں تخت مغلیہ ہے ادھر
جال عیاری کا پھیلائے ادھر اہل فرنگ
دام ہمرنگ زمیں
کتنے صیاد ہیں پوشیدہ کمیں گاہوں میں
حیف ! ختم ہوتا ہے اقدار مغلیہ کا علم
خون میں ڈوبے گا اب قلعۂ سرخ
مسجد شاہجہاں روئے گی خوں
جلیانوالہ سے بھی پرہول مناظر کتنے
یہ زمیں دیکھے گی

○

روچکی ارض سرنگاپٹم
اپنے بے باک جواں مردوں کو
مرقد حیدر و ٹیپو اب تک
دے نہ پائے مری ملت کو نشان منزل
پھر نہ میسور نے پیدا وہ جوانمرد کیا
جس کی تکبیر سے افرنگ کی نیندیں ہوں اچاٹ
حریت کے لئے مردانہ جو ہو جائے شہید

اس کے اپنوں ہی نے سازش کے بنے ایسے جال
جس سے تاریخ کا ایک موڑ بھیانک ابھرا
چند افراد کی غداری و عیاری نے
چھین لی ہم سے ردائے عظمت
چھین لی سطوت و جاہ و حشمت
الاسف ! چھین لی ہم سے غیرت
ایسی ہی اور کئی خوں بار' بھیانک بدلی
سر پہ یوں آئی کہ آتش برسی
جل گئی کشت تمنا ساری
کلکتہ کا وہ سراج الدولہ
زور افرنگ مٹانے جو اٹھا
اس کے اپنوں ہی نے غداری کی
زور افرنگ وہ کیا توڑتا خود ٹوٹ گیا
مادر ہند کو ہندیوں نے خود بیچ دیا
کسی قزاق کے ہاتھ

○

جب پنپتا ہے نیتوں میں فتور
کشتی قوم ڈگمگاتی ہے
ناؤ ہی میں چھپا ہو گر دشمن

ناؤ ساحل پہ ڈوب جاتی ہے
وقت بھی امتحان لیتا ہے
آزمائش کی ساعت آتی ہے
جو وفادار عہد فطرت ہو
نصرت اس کو گلے لگاتی ہے

○

چشم گردوں نے بھی وہ دن دیکھے
جب کہ دہلی کا تاجدار مغل
دست افرنگ میں مقید تھا
اور مغلیہ علم اتارا گیا
لال قلعہ کے برج اعلیٰ سے
کئی صدیوں کی مٹ گئی تاریخ
فضل حق انڈماں میں قید ہوئے
اور ہزاروں جواں شہید ہوئے
ملکہ حضرت محل جری خاتون
مگر اس کے بھی شل ہوئے بازو
دشمنوں نے حصار توڑ دیا
حیف پنجابی ہندیوں نے خود
رابطہ افرنگیوں سے جوڑ لیا
اہل غیرت نے لے کے سیف جہاد
شور تکبیر بھی بلند کیا
بک چکے تھے مگر بہت سے لوگ
نام تھے جن کے مومنوں کی طرح
ان ہی ملت کے باغیوں کے سبب
ملک افرنگیوں کے ہاتھ گیا
اور پھر ظلم کی آندھی اٹھی
سر لگے ہر طرف قلم ہونے
سج گئے ہر جگہ پہ دار و رسن
دہلی اشراف کا بنی مقتل
کوئی جا امن کی رہی نہ کہیں
ظالم انگریزوں نے مچائی لوٹ
اہل ایمان پہ کوہ غم ٹوٹے
لٹ گئے، مٹ گئے، تباہ ہوئے
ماؤں بہنوں نے شرم و غیرت سے
جان دیدی، مگر بچائی حیاء
پٹ گئے لاشوں سے کنویں کتنے
اس طرح خون میں رنگی دہلی
خون ناحق، وہ خوں ہمارا تھا
اہل دیں صاحب عقیدت کا
با وفا مرد شرم و غیرت کا
خون تھا سرخ و گرم و تازہ خون
عزم کا عدل کا شجاعت کا
علم کا فضل کا مروت کا
صوفی باصفا کی نسبت کا
حافظان کتاب و سنت کا
ہاں وہی خون جو پاس حق کے لئے
کربلا کی سرزمیں سے بہتا ہوا
آج بھی رواں دواں جولاں

○

دشمن اسلام کا اس رمز سے بے بہرہ نہ تھا
کہ مسلمان ہے وہ قوم غیور
صلح باطل سے جو کر سکتی نہیں
اس لئے مکر سے شیطان نے مسلمانوں میں
نئی تفریق کی اسکیم رچی
فرقے سب اہل حدیث اور وہابی سلفی
قادیانی و بہائی و نیچری ندوی
اس کے پرچم تلے پروان چڑھے
عہد اسلامی میں روباہ جو تھے شیر بنے

بدعتی ٹھہرے جو اسلاف کے قدموں پہ رہے
نئے فرقے، نئی تہذیب کا آغاز ہوا
نئی توحید، نیا علم کلام آ نکلا
قاطعین رگ توحید موحد ٹھہرے
پٹھو انگریز بہادر کے ہوئے غازی شہید
ریزہ خواران فرنگی ہوئے شمس العلماء
اہل اسلام کے قاتل کو ملا غازی خطاب
باغی دین محمد کا لقب ٹھہرا شہید
طمع و حرص نے یوں غیرت ایماں چھینی
علم رخصت ہوا، مفقود ہوئی حق بینی
لوگ انگریز کی خوشنودی کے دیوانے ہوئے
مئے توحید سے خالی سبھی پیمانے ہوئے
خانقاہوں میں دم ہو کی جگہ عالم ہو،
کون ملت کا کرے چاک گریباں رفو،

○

ہند خواجہ کی زمیں مدفن اہل عرفاں
مرکز اہل صفا، مشہد اہل ایماں
چشتی و غازی و سرہندی و خسرو کا وطن
قطب و ابدال کا، اللہ کے ولیوں کا چمن
صدیوں جس خاک پہ اسلامی علم لہرایا
فیض، زمزم سے جہاں گنگ و جمن نے پایا
نت نئے فتنے مسلمانوں میں پھیلائے گئے
اور تکفیر کے طوفان اٹھے
کذب سبحان کے امکان کی بحثیں اٹھیں
شان میں ختم رسالت کی کھلی گستاخی
ہائے ! کی جانے لگی
طعن و تشنیع کے تیر و نشتر
چار یاروں پہ اصحاب پہ چلے
منکر ختم نبوت بن کر
کوئی بے باک اٹھا
قادیانی متنبی کذاب
کوئی دجال ابھرا
ترک تقلید کے عنوان نکلے
کانپ اٹھی ساری زمیں اور فلک تھرایا
امت ختم پیمبر میں وہ فتنہ آیا

○

باغیان دیں کے ہاتھوں الاسف !
پائمالی شرع کی ہونے لگی
اتحاد و قومیت کے نام پر
مشرکوں سے ساز باز
جبہ و دستار کی لے لے کر آڑ
پیکر اسلام پر حملے مدام
جابہ جا اور کو بہ کو
دشمنان مصطفیٰ علماء سوء
پھولنے پھیلنے لگے
دشمن اکبر نے سب کو حق سے غافل کر دیا
چار دن کی زندگی پر سب کو مائل کر دیا
عظمت ذات رسول
عز و شان مصطفیٰ
اور تکریم نبی
تھی متاع زندگی جو ملت مرحوم کی
اس شمع کو حیف ! گل کرنے چلے
جس کی لو سے شمس کا دیپک جلے
جس کے دم سے ہے بہاروں میں سرور
روشنی آنکھوں میں، ذہنوں میں شعور
المدد یا مصطفیٰ خیر الورائی
مضطرب روحوں کا نعرہ گونج اٹھا

○

نسل اورنگ زیب عالمگیر گو رخصت ہوئی
زندہ باقی رہ گئی تھی کہ کچھ سپاہ اس فوج کی
خواجۂ اجمیر کے مرقد سے اٹھی اک کرن
سرور بغداد کا روحانی آئینہ لئے
دہلی و اجمیر و مارہرہ سے لے کر روشنی
فضل رحمٰن فضل حق کے فیض سے
اک مجاہد جاگ اٹھا
ہے جس کا نام "احمد رضا"
ساحران دہر کا سار افسوس
جس نے توڑا اپنی ضرب علم سے
فتنہ سامانوں کے سارے مکر و کید
مثل پر کاہ اس کی پھونکوں سے اڑے
جو بھی تھے بازیگران دین نو
موت ان کے سر پہ منڈلانے لگی
وہ مجاہد، وہ سپہ سالار، وہ مرو جری
بزم روشیں کی وہ شمع آخری
کفر کی ہر ایک چال
روبرو اس کے عیاں
جو اڑائے فتنۂ و غوغا و شر کی دھجیاں

○

وہ نڈر احقاق حق میں، پیش باطل وہ قوی
دشمنان دیں کے حق میں ذوالفقار حیدری
جرات اس کے دل میں تھی
غیرت اس کی خو میں تھی
عشق و مستی جاں سپاری، مردمی
حامل صدق و صفائے پاک آب و گل میں تھی
وہ بلک جاتا تھا جب وہ دیکھتا
اہل دیں کی بے بسی
لوگ لکھ کر بھیجتے تھے اس کو خط میں گالیاں

زندگی بھر وہ نگران کو دعا دیتا رہا
اس کے روز و شب دفاع حق میں ہوتے تھے بسر
عظمت سرکار ہوتی ہر گھڑی پیش نظر
بادۂ عشق نبی کا وہ عجب میخوار تھا
حاذق امت، شہ کونین کا بیمار تھا
مستعد ہر گام وہ قربان ہونے کے لئے
لیٹنا نقش محمد بن کے سونے کے لئے

○

عمر بھر جو بیقرار مصطفیٰ بن کر جیا
عمر بھر جو پرچم اسلام لہراتا رہا
خون دل سے جس نے بزم دیں کو بخشی روشنی
ہند میں چاروں طرف ہے اس کے رخ کی چاندنی
خوشبوئے ایماں لئے آئی نسیم آگہی
عش سرور کی شمیم جانفزاء
یوں چلی، مرجھائے غنچے کھل گئے
قافلے صحراؤں میں بھٹکے ہوئے
گنبد خضریٰ کے رخ پر چل پڑے

○

اے خدائے پاک، رب العالمین
خالق افلاک و پہنائے زمیں
اہل مشرق کی ہر اک روح سعید
زیر بار منت وو ریش ہے
ہے رواں جب تک جہان میں کاروان زندگی
پھول بن بن کر ہنسے گی اس چمن میں ہر کلی
مسجدوں میں ہیں نمازی جب تک اور ان مدرسوں میں قیل و قال
خانقاہوں میں ہے جب تک ذکر و فکر و وجد و حال
تربت احمد رضا پر یا الٰہی برسیں پھول
حشر تک ہو تیری رحمت کا نزول

○

عظمت ختم الرسل پائندہ باد
یا الٰہی ! اہل سنت زندہ باد

# فتاویٰ رضویہ ایک عظیم فقہی ذخیرہ

محمد اسحاق بھٹی

(سابق ایڈیٹر ہفت روزہ اعتصام' لاہور و مصنف فقہاء ھند)

برصغیر پاکستان و ہندوستان کی سرزمین علم و فضل کے اعتبار سے بڑی سرسبز و زرخیز ہے ہر دور میں یہاں بے شمار ارباب فضل و اصحاب کمال پیدا ہوئے انھوں نے بے پناہ علمی خدمات سرانجام دیں' قرآن مجید کی تفاسیر' احادیث رسول ﷺ کی شروح سپرد قلم کیں اور فقہی مسائل پر مختلف انداز میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ چودھویں صدی ہجری میں جو حضرات بہت نمایاں ہو کر برصغیر کے میدان علم میں اترے ان میں مولانا احمد رضا بریلوی کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ ہر شعبۂ علم اور ہر گوشۂ تحقیق میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔

مولانا مذکور کثیرالتصانیف عالم دین تھے اور ان کے معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا اس کی وضاحت متعدد حضرات نے اپنے مقالات و مضامین میں کی ہے بلکہ بعض اصحاب تحقیق ان کی علمی خصوصیات پر کام کر رہے ہیں اور بعض حضرات نے اس سلسلے میں مستقل کتب تصنیف کی ہیں جن میں مولانا کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے بلکہ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ملک و بیرون ملک اہم علمی مراکز میں مولانا پر کام ہو رہا ہے یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مولانا احمد رضا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم فقہ سے متعلق انتہائی گہری اور دقیق نظر رکھتے تھے اس فن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو درک و فطانت کی نعمت فراوانی سے عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے چھوٹی عمر ہی سے فتویٰ نویسی کا سلسلہ شروع کر دیا تھا جو زندگی کے آخری لمحات تک ان کی دلچسپی کا مرکز رہا' مختلف ممالک و اطراف سے سینکڑوں استفتاء آتے جن کا جواب نہایت ہی تحقیق سے لکھتے فتویٰ کو مدلل فرماتے ہوئے کتب فقہ کی عبارتوں کی عبارتیں بلا تکلف لکھتے چلے جاتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام ماخذ کتب انہیں از بر تھیں' اگرچہ آپ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مقلد تھے لیکن دیگر تمام آئمہ فقہ کے افکار و نظریات سے بھی مکمل طور پر آگاہ تھے ان کے مطالعہ کی حدود بہت وسیع تھیں جس کی وجہ سے وہ نہایت ہی آسانی سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔

فتاویٰ کی صورت میں ان کی فقہی مساعی "فتاویٰ رضویہ" کے نام سے بارہ ضخیم جلدوں پر محیط ہیں یہ ضخیم جلدیں جہاں ہزاروں مسائل کی تحقیقات پر مشتمل ہیں وہاں وہ سینکڑوں علوم کو بھی اپنے دامن صفحات میں لئے ہوئے ہیں۔

اردو خواں حضرات کے لئے اس فقہی اور علمی ذخیرے سے استفادہ کو آسان بنانے کے لئے عربی عبارات کا ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج اور جدید انداز سے پیرا بندی ضروری تھی یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ یہ اہم خدمت رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے تحت سرانجام دی جا رہی ہے۔ جس کا اہتمام و انصرام جناب مولانا مفتی عبد القیوم ہزاروی فرما رہے ہیں۔

# ایم سی بی کریڈٹ کارڈ

## ایم سی بی کریڈٹ کارڈ - ضرورت کا حل، تحفظ کے ساتھ

ایک جدید اور باوقار طرزِ زندگی، منفرد انداز، زیادہ سہولت اور تحفظ ایم سی بی کریڈٹ کارڈ کی بدولت

## قوّتِ خرید

کراچی تا پشاور، ملک بھر کی بہترین دوکانوں، ہوٹلوں، سُپر مارکیٹس، ریسٹورینٹس اور ٹریول ایجنسیز میں اب آپ ایم سی بی کریڈٹ کارڈ سے تمام لین دین وخریداری باآسانی کرسکتے ہیں۔ ایم سی بی کریڈٹ کارڈ آج ہی حاصل کیجیے اور مہمان نوازی، سفر کے اخراجات اور خریداری کے تمام بلز کریڈٹ کارڈ سے ادا کر کے جدید طرزِ زندگی کا لطف اٹھائیے۔

## خصوصی مراعات

بطور "کارڈ ممبر" آپ کو چند خاص مراعات بھی دی جاتی ہیں۔ مثلاً آٹومیٹک ٹریول انشورنس، کریڈٹ لائن اور کریڈٹ کارڈ گم ہونے کی صورت میں دوسرے کارڈ کا فوری اجراء۔

## محفوظ ترین

ایم سی بی کریڈٹ کارڈ پر آپ کی تصویر ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کارڈ کے گم یا چوری ہوجانے کی صورت میں آپ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوتی کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کارڈ کو استعمال کرہی نہیں سکتا۔ دوکانداروں، ٹریول ایجنٹس، ہوٹل اور ریسٹورینٹس کے مالکان اور دیگر متعلقہ لوگوں کیلئے یہ بات بھی باعثِ اطمینان ہے کہ ایم سی بی کا کریڈٹ کارڈ محفوظ ترین ہے۔

## نہایت باکفایت

اس کارڈ کی ایک بڑی خوبی اس کی انتہائی مناسب فیس ہے۔ یہ فیس تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے مگر اس کارڈ کی بدولت ملنے والی سہولتوں اور آسانیوں کے اعتبار سے یہ ایک گراں قدر اور بیش قیمت کارڈ ہے۔

## مضبوط ضمانت

مسلم کمرشل بینک ایک مستحکم اور منافع بخش بینک ہے۔ خوشحالی بچت، اکاؤنٹ، فارن کرنسی اکاؤنٹ اور روپی ٹریولرز چیکس ہماری خدمات کی چند کامیاب مثالیں ہیں۔ خدمات میں ہماری انہی شاندار روایات اور ساکھ کی بدولت ایم سی بی کریڈٹ کارڈ ملک بھر میں شناخت وقبول کیا جاتا ہے۔ جس سے آپ کے لئے ہر جگہ خدمات کے معیار میں اضافہ اور خریداری میں آسانی پیدا ہوجائے گی۔ اس لئے آپ کے پاس ایم سی بی کریڈٹ کارڈ ضرور ہونا چاہیئے۔

ان تمام سہولیات کا فائدہ حاصل کیجئے اور آج ہی ایم سی بی کریڈٹ کارڈ کے حصول کیلئے ہماری ۱۳۰۰ برانچوں میں سے کسی ایک پر رابطہ کریں۔ جہاں ہمارے خوش اخلاق منیجرز آپ کی خدمت کیلئے ہمہ وقت موجود ہیں۔

مزید تفصیلات کے لئے نیچے دیے گئے کوپن کو پُر کر کے درجِ ذیل پتہ پر ارسال یا فیکس کریں۔

**جناب نعیم شیخ**
**ایم سی بی کریڈٹ کارڈ ڈویژن**
**مہدی ٹاورز، ایس ایم سی ایچ ایس**
**مین شاہراہِ فیصل - کراچی**
**فون: ۴۵۳۹۲۴۲، ۴۵۵۳۱۹۸**
**فیکس: ۴۵۳۹۲۴۰ (۰۲۱)**

## MCB

**مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ**

**اچھی بینکاری بہترین بینکاری**

جی ہاں! میں ایم سی بی کریڈٹ کارڈ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ براہِ کرم مجھے اس شاندار کارڈ سے متعلق تفصیلات ارسال کریں۔

نام: ____________ پیشہ: ____________

پتہ: ____________

____________

فون نمبر دفتر: ____________ رہائش: ____________ فیکس نمبر: ____________

# اردو نعتیہ شاعری میں امام احمد رضا کا مقام

وجاہت رسول قادری

برصغیر پاک وہند میں نعتیہ شاعری کا باقاعدہ نشان سلطان شہاب الدین التمش کے عہد میں ملتا ہے۔ اس کے بعد کے دور میں حضرت امیر خسرو سے نعتیہ شاعری کو فروغ ملا۔ صاحبان دل کے لئے ان کی نعت برنگ غزل آج بھی کیف و سرمستی کا موجب ہے ان کی ایک مشہور نعت کا مقطع ملاحظہ ہو۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اردو شعر وادب کی ابتداء بھی امیر خسرو کے عہد ہی سے ہوچکی تھی۔ اگرچہ رفتار آج کے مقابلے میں ست تھی۔ اور آج تو اردو شعر وادب نے اپنے دامن میں اتنے درشاہوار اکھٹا کرلئے ہیں کہ جس پر دوسری زبانوں کو رشک ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ اس کے باوجود اردو میں مجازی شاعری کے مقابلے میں حمد و نعت کا سرمایہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ قطب علی شاہ، ولی دکنی، میر تقی میر، غالب، ذوق، سودا، داغ، مومن، آتش، ناسخ، انیس، دبیر، اصغر، جگر، حسرت، جوش غرض دبستان لکھنؤ ودلی کے وہ تمام قابل ذکر شعراء جنہیں امام الادب، رئیس المتغزلین، استاد الشعراء کے خطابات سے نوازا گیا۔ اور جن کے کلام بلاغت نظام کو اردوئے معلی کا شاہکار اور اردو شعروادب کی آبرو قرار دیا گیا مگر حیرت افسوس ہے کہ ان کے دواوین نعت مقدس کے بہترین سرمائے سے بہت دور تک خالی ہیں۔

امیر مینائی اور محسن کاکوروی نے اردو نعتوں کو فنی زینت بخشی دونوں کا شمار اردو کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ امیر مینائی کا ایک معراج نامہ بعنوان "لیلتہ القدر" اردو ادب میں بہت مشہور ہوا۔ محسن کاکوروی کا شمار اردو کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بقول ڈاکٹر فرمان فتحپوری وہ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے نعت گوئی کو سنجیدگی سے ایک مستقل فن کی حیثیت سے اپنایا۔ لیکن محسن کاکوروی جناب مرزا نظام الدین بیگ کے الفاظ میں اپنی فکر کا پورا زور الفاظ کی تراش خراش، تشبیہات اور استعارات کی زیبائش اور آرائش پر صرف کرتے ہیں جس کی وجہ سے بیان و آرائش کا حسن تو دوبالا ہوجاتا ہے لیکن نفس مضمون کی روح اس کے دبیز پردوں میں روپوش ہوجاتی ہے۔ چنانچہ "گریز" کے عنوان سے شب معراج کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تھا دیکھ کے اس ادا کو مفتوں
دشت عرفات شکل مجنوں
چشم در کعبہ معلی
آئینہ حیرت تماشا
سکتے میں کیا یہ گل کھلائے
اس رات کا رنگ وروپ کیا ہے

## امام احمد رضا بریلوی اور اردو ادب میں فروغ نعت

امام احمد رضا بریلوی نے اردو ادب میں صنف نعت کو ایک نئی جلا بخشی اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور میں ڈھلے ہوئے جذبات اور احساسات سے اردو کی نعتیہ شاعری میں چار چاند لگادیئے۔ ان کے عہد تک اردو شاعری عاشقان مجازی کی زلفوں کے پیچ وخم میں الجھی رہتی اور محرمات شرعیہ کی ترغیب وتشویق اس کی انتہائے منزل تھی امام احمد رضا کا احساس یہ ہے کہ بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ سندھ (پاکستان) "شعروشاعری کی اس مکدر فضا کو خواجہ میر درد علیہ الرحمہ نے مصفی و مزکی کیا اور عشق

# اردو نعتیہ شاعری میں امام احمد رضا کا مقام

وجاہت رسول قادری

برصغیر پاک وہند میں نعتیہ شاعری کا باقاعدہ نشان سلطان شہاب الدین التمش کے عہد میں ملتا ہے۔ اس کے بعد کے دور میں حضرت امیر خسرو سے نعتیہ شاعری کو فروغ ملا۔ صاحبان دل کے لئے ان کی نعت برنگ غزل آج بھی کیف و سرمستی کا موجب ہے ان کی ایک مشہور نعت کا مقطع ملاحظہ ہو۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اردو شعر وادب کی ابتداء بھی امیر خسرو کے عہد ہی سے ہو چکی تھی۔ اگرچہ رفتار آج کے مقابلے میں ست تھی۔ اور آج تو اردو شعر وادب نے اپنے دامن میں اتنے درشاہوار اکھٹا کر لئے ہیں کہ جس پر دوسری زبانوں کو رشک ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ اس کے باوجود اردو میں مجازی شاعری کے مقابلے میں حمد و نعت کا سرمایہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ قطب علی شاہ، ولی دکنی، میر تقی میر، غالب، ذوق، سودا، داغ، مومن، آتش، ناسخ، انیس، دبیر، اصغر، جگر، حسرت، جوش غرض دبستان لکھنؤ ودلی کے وہ تمام قابل ذکر شعراء جنہیں امام الادب، رئیس المتغزلین، استاد الشعراء کے خطابات سے نوازا گیا۔ اور جن کے کلام بلاغت نظام کو اردوئے معلی کا شاہکار اور اردو شعر وادب کی آبرو قرار دیا گیا مگر حیرت افسوس ہے کہ ان کے دواوین نعت مقدس کے بہترین سرمائے سے بہت دور تک خالی ہیں۔

امیر مینائی اور محسن کاکوروی نے اردو نعتوں کو فنی زینت بخشی دونوں کا شمار اردو کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ امیر مینائی کا ایک معراج نامہ بعنوان "لیلتہ القدر" اردو ادب میں بہت مشہور ہوا۔ محسن کاکوروی کا شمار اردو کے بڑے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بقول ڈاکٹر فرمان فتحپوری وہ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے نعت گوئی کو سنجیدگی سے ایک مستقل فن کی حیثیت سے اپنایا۔ لیکن محسن کاکوروی جناب مرزا نظام الدین بیگ کے الفاظ میں اپنی فکر کا پورا زور الفاظ کی تراش خراش، تشبیہات اور استعارات کی زیبائش اور آرائش پر صرف کرتے ہیں جس کی وجہ سے بیان و آرائش کا حسن تو دوبالا ہوجاتا ہے لیکن نفس مضمون کی روح اس کے دبیز پردوں میں روپوش ہوجاتی ہے۔ چنانچہ "گریز" کے عنوان سے شب معراج کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تھا دیکھ کے اس ادا کو مفتوں
دشت عرفات شکل مجنوں
چشم درکعبہ معلی
آئینہ حیرت تماشا
سکتے میں کیا یہ گل کھلائے
اس رات کا رنگ وروپ کیا ہے

## امام احمد رضا بریلوی اور اردو ادب میں فروغ نعت

امام احمد رضا بریلوی نے اردو ادب میں صنف نعت کو ایک نئی جلا بخشی اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور میں ڈھلے ہوئے جذبات اور احساسات سے اردو کی نعتیہ شاعری میں چار چاند لگادیئے۔ ان کے عہد تک اردو شاعری عاشقان مجازی کی زلفوں کے پیچ وخم میں الجھی رہی اور محرمات شرعیہ کی ترغیب وتشویق اس کی انتہائے منزل تھی امام احمد رضا کا احساس یہ ہے کہ بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ سندھ (پاکستان) "شعر وشاعری کی اس مکدر فضا کو خواجہ میر درد علیہ الرحمہ نے مصفی و مزکی کیا اور عشق

ومحبت کے سچے جذبات سے اردو شاعری کو روشناس کیا اور یہ پیش گوئی فرمائی۔

پھولے گا اس زباں میں گلزار معرفت
یاں میں زمین شعر میں یہ تخم بوگیا

مولانا احمد رضا خان اس "گلزار معرفت" کے لئے نسیم سحری بن کے آئے اگر وہ نہ آتے تو اس گلشن پر یہ بہار نہ آتی۔

امام احمد رضا تبحر علمی، اور وسعت فکری کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن آپ نے شاعری کو برائے شاعری نہیں اپنایا بلکہ اپنے اظہار مسلک کا ذریعہ بنایا اور اپنے کلام بلاغت نظام سے اردو شاعری کے دامن میں شعروادب کے وہ موتی بکھیرے جس کا جواب پوری دنیائے شاعری میں بہت مشکل سے ملے گا۔ خود فرماتے ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

امام موصوف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے عشق صادق تھا انہوں نے اپنا سب کچھ کھو کر بھی عشق کی آبرو کو سلامت رکھا اور عالم کیف و مستی میں جھوم جھوم کر یہ نعرہ مستانہ بلند کرتے رہے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

آپ کے اردو و فارسی کلام کا مجموعہ دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے موسوم ہے واقعی اس میں بخشش کے ایسے باغات ہیں جس کے پھولوں سے، علم وادب، حقیقت ومعرفت اور عشق ومحبت کی جانفزا مہک ہمارے ایمان وعقیدہ کو معطر کرتی ہے۔ حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جائیے، لفظ لفظ سے عشق ومحبت کا پھوٹتا ہوا ایک آبشار نظر آئے گا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروروں جہاں نہیں

O--------O

الروح فداک فزد حرقا، یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلاجانا

سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی ایک سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔ اور اپنے زمانے کے بہترین (نعت گو) شاعر، ایک ایسے عاشق نعت گوشاعر جن کی نعت گوئی اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا چرچا عرب وعجم اور حل وحرم ہر جگہ پھیل چکا ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

امام صاحب کے اس شعر کا لطف وکیف کچھ وہ ہی لوگ جانتے ہیں جو حج کی سعادت کے حصول کے بعد پہلی بار زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

زائرین مدینہ کے لبوں پر یہ شعر ان کی دل کی دھڑکن بن کر ابھرتا ہے غرضیکہ آپ کا نعتیہ کلام، غزل، قصیدہ، مثنوی، متزاد، قطعات، رباعیات، تشبیہات، استعارات، اقتباسات، فصاحت وبلاغت، حسن تعلیل، وحسن تشبیب، حسن طلب وحسن تضاد، مراعات النظیر وغیرہ تمام اصناف سخن کا سدا بہار چمن نظر آتا ہے، جس کی اس دور کے اردو ادب میں مثال نہیں ملتی، ان کا مشہور زمانہ سلام۔

**مصطفی** جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آج عالم اسلام کے ہر گوشہ میں بچہ بچہ کی زبان پر جاری ہے۔ لیکن افسوس کہ ایسی ذات نے جس نے اردو ادب کو ذوق نعت دیا، اور جس کا کلام بلاغت نظام اردو ادب میں ایک عظیم سرمایہ کے اضافہ کا باعث بنا، اس کا تذکرہ اردو ادب کی تاریخ میں جماعتی عصبیت اور گروہی تعصب کی بھینٹ چڑھ گیا۔ نصف صدی تک یہ کوشش کی جاتی رہی کہ امام احمد رضا بریلوی کا تذکرہ اردو ادب میں نہ آئے۔ مگر مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کے مصداق امام احمد رضا کا ذوق عشق اور شوق مدحت سرائی خواجہ بطحا، جیسے جیسے لوگوں تک پھیلتا گیا بحیثیت شاعر (دربار رسالت) اردو ادب میں بلند سے بلند تر مقام پر فائز ہوتا گیا۔

# امام احمد رضا اور تجدید و احیاءِ دین

ڈاکٹر عبد الجبار جونیجو
(رئیس کلیہ فنون، سندھ یونیورسٹی،
چیئرمین سندھی ادبی بورڈ، جامشورو)

ہندستان میں ۱۸۵۷ء کے بعد کا دور سب سے بڑا انقلابی آزمائشی دور تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو گیا تھا اور ہندوستان کی سیاست بہت پیچیدہ اور الجھی ہوئی تھی مسلمان انگریزوں کے ظلم و ستم سے مجبور ہو چکے تھے اور دین کے نام پر مذکورہ بالا فتنے اٹھ چکے تھے دین اسلام کے وقار کو خطرہ پیدا ہو چکا تھا، اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان پھیلائی گئی تھی، عین ایسی نازک حالت میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایک رہنمائے کامل بھیجتا ہے جو مردہ سنتوں کو زندہ کرتا اور بدعات کو مٹاتا، گمراہی کو دور کرتا اور قوم کو بھولی بسری باتوں کی یاد دلاتا ہے جس کی پہلی کڑی امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ آپ کے بعد جو مشہور شخصیتیں اس کام کی انجام دہی کے لئے آتی رہیں ان میں حضرت امام مالک، امام شافعی، رازی، غزالی، ابوبکر باقلانی، مجدد الف ثانی، اورنگ زیب عالمگیر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس کی آخری کڑی اس صدی میں امام احمد رضا ہیں، آپ ایسے وقت پیدا ہوئے جب یہ فتنے جو اوپر ذکر کئے گئے اٹھ چکے تھے انگریز حکومت کے ذریعہ ان فتنوں کو ہندوستان کے ہر گاؤں ہر شہر ہر گھر میں پھیلایا جا رہا تھا آخر کار ایک مرد مومن کامل وارث علم رسالت تاجدار اہلسنّت امام احمد رضا خدا اور رسول کا سہارا لے کر ان باطل پرستوں اور انگریز حکومت سے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی زبان اور نوک قلم کو حرکت دے کر اس طوفان کا مقابلہ کیا جو در حقیقت مجدد کی ذمہ داری ہوتی ہے یعنی جو لوگ کتاب و سنت پر عمل ترک کر چکے ہوں اور سنتیں مٹتی جا رہی ہوں تو سنتوں کو زندہ کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کے لئے حکم دینا اور کوشش کرنا اور باطل پرستوں سے جہاد کرنا وغیرہ امام احمد رضا نے اس کو اپنے پورے کمال ہمت کے ساتھ کر دکھایا، مجدد کی تعریف یہ ہے کہ اسے بصیرت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ تفقہ فی الدین عطا کیا جاتا ہے جو تجدید، احیاء الدین کرتا ہے اور وہ قرآن و سنت کی روشنی کے دائرہ میں رہ کر محیر العقول کارنامے انجام دیتا ہے جس سے دوسرے صاحب کمال اذہان خالی ہوتے ہیں اور علوم قرآنیہ پر وہ پوری پوری نظر رکھتا ہو جس میں ایک طرف وہ منشا دین سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے تو دوسری طرف تفسیر بالرائے سے محفوظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام آئمہ دین کے اقوال پر تفقہ کے ساتھ کامل نگاہ رکھے اصول احادیث اور علم الرجال سمیت احادیث پر پوری پوری دستگاہ رکھتا ہو اور احادیث کا مفہوم ناسخ و منسوخ کو اچھی طرح جانتا ہو ان علوم میں کمال کے لئے عربی صرف و نحو و علم لغت

و معانی و محاورات عرب میں مہارت تام حاصل ہو یہ سب باتیں امام احمد رضا میں بدرجہ اتم موجود تھیں آپ کی ذات گرامی ایسی نہیں ہے کہ آپ کے علوم کا احاطہ ہم جیسے لوگ کر سکیں پھر بھی کچھ علوم کی فہرست جس میں آپ ماہر اور امام تھے ملاحظہ فرمائیں'

قرآن کریم تفسیر' قرآۃ' اصول تفسیر' حدیث' اصول و حدیث' اسما الرجال' جرح و تعدیل' فقہ' اصول فقہ' معقول منطق' کلام' ادب' معانی' بیان' بدائع' بلاغت' صرف و نحو' عروض' تصوف' سلوک' تواریخ' فن تاریخ سیر' مناقب' علم ہندسہ' حساب' جبر و مقابلہ' ریاضی' ہیئات طبیعات' نجوم' علم جفر' تکسیر' توقیت' وغیرہ بعض وہ علوم ہیں جن پر یورپ کو امتیاز اور فخر تھا اور یورپ ہی ان علوم کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور جو صرف انگریزی ہی میں تھے ان پر عبور ایک کرامت تھی' امام احمد رضا نے مختلف علوم و فنون میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کی تبحر علمی اور جامعیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے آپ کی تصنیفات کم و بیش بارہ سو ہیں اور بعض کتابیں کئی کئی جلدوں میں ہیں فقہ و احکام شرع و علوم اسلامیہ میں امام احمد رضا کے بلند پایہ مجدد ہونے کی شہادت آپ کا مجموعہ فتاویٰ ہے جس کا تاریخی نام **العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ** ہے جو بڑی تقطیع کی بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار سے زائد صفحات ہیں اس فتاویٰ مبارک میں مسائل فقہ اور ان کی جزئیات و حوالہ جات مدلل اور مکمل ہیں مگر بے شمار نازک تر ضمنی مسائل اور ان تحقیق میں علوم و فنون کا ایسا نادر ذخیرہ ہے جو فقہا متقدمین و متاخرین کے مبسوط مصنفات میں علوم و فنون بڑی سرگردانی اور کاوش کے بعد مل سکیں۔ آپ نے متعدد کتابیں عربی زبان میں تحریر فرمائیں ہیں جو اپنی مثال و شان میں تحقیقات کی خزائن ہیں جن کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے آپ کو ہر علم و فن میں کمال عطا فرمایا تھا۔ آپ نے قرآن کریم کا نہایت سلیس جامع ترجمہ بھی فرمایا ہے جو اپنی شان میں تمام ترجموں سے ممتاز ہے اور بامحاورہ ہونے کے باوجود صحت کے اعتبار سے بے مثل اور اہل علم میں بہت مقبول ہے۔ آپ کی تبحر علمی اور شان تجدیدیت کا اعتراف علمائے عرب' مصر' شام' عراق' اردن' بیروت' افغانستان' ہندوستان وغیرہ کے ان جلیل القدر حنفی' مالکی' شافعی علماء کرام و مفتیان عظام کو ہے جن کی بارگاہ میں صاحبان کمال صاحب علم کی پیشانیاں جھکی رہتی تھیں ملاحظہ ہو حسام الحرمین' الدولتہ المکیہ وغیرہ۔

تیرہویں صدی ختم ہوئی یکم محرم الحرام کا آفتاب نمودار ہوا تو مجدد دین و ملت امام بریلوی نے فرمایا اب صدی بدلی گویا اب تک جو اھل باطل و گمراہوں بد مذہبوں کا رد و ابطال ایک مفتی شرع اور عالم و دین کی حیثیت سے تھا لیکن اب چودھویں صدی میں جو کام ہوگا وہ ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے ہوگا اور تمام علوم قدیمہ و جدیدہ میں فرق کیا جائے گا۔ ہر ملحد و بے دین' و صلح کلی و بد مذہب و بد عقیدہ کا جہاد فرما کر تلوار قلم سے اس کو کیفر کرادر تک پہنچایا جائے گا۔ اور ناموس رسالت کی حفاظت کی جائے گی ہر دل مسلم کے اندر عشق خدا اور رسول محبت اولیاء کی دولت بھر دی جائے گی۔ اگرچہ میرے مقابلے میں انگریز حکومت اور اس کے وفادار غلام دین اسلام کے ٹھیکیدار بن کر علماء دیو بند کی شکل میں آئیں گے ان آمرانہ و جابرانہ طاقتوں کے خوف سے بے نیاز ہو کر بلاخوف لومت لائم حق کا پرستار ہو کر بڑی بے باکی جرات و ہمت کے ساتھ انکا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ تجدید احیاء دین کا کام کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے تجدید احیاء دین کا کام شروع کیا جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء اٹھے اکبر کے دین الٰہی کے فتنے کو دبا کر رکھ دیا اور لوگوں کو دین مصطفیٰ علیہ التحیتہ و الثنا کی طرف متوجہ کیا اور دنیا آج تک اکبر کے اس فتنے کو تحقیر اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اس کارنامے کو تحسین کی نگاہوں سے

دیکھتی ہے' انصاف پسند غور فرمائیں کہ اکبر کے دین الٰہی کے فتنے کی بیخ کنی کو دین کو مسخ کرنا کہیں گے یا تجدید احیاء دین؟ یقیناً ہر منصف مزاج دل پکارے گا کہ اسی کو تجدید احیاء دین کہتے ہیں' چنانچہ مجدد دین و ملت امام احمد رضا نے اس صدی میں جو علماء سوء برطانیہ گورنمنٹ کے ذریعہ فساد برپا کرنے کے لئے پھیلائے تھے مثلاً مولوی اسمٰعیل دہلوی اور علماء دیوبند نے جو باطل عقائد پھیلائے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ان کے خلاف جہاد فرمایا' اور ان فتنوں کو دبا کر صحیح اسلامی روپ پیش کیا۔ کیا اس کو فساد کہا جائے گا؟ یا تجدید احیاء دین؟ امام احمد رضا نے اہل بدعت و ضلالت' قادیانیت و نجدیت' سامراجیت و دہریت کا رد فرمایا اور جو کافر تھے انھیں کافر بتایا جس پر تمام عرب و عجم پکار اٹھا بڑے بڑے مفتیان عظام اور علماء کرام لرز اٹھے تو پھر یہ کیسے ممکن کہ مجدد وقت خاموش رہتا' امام احمد رضا کو اسلام کے انتہائی درد نے بے چین کردیا باطل کی نقاب کشائی فرمائی اسی کو تجدید و احیاء دین کہتے ہیں اور اس وجہ سے آج تک عالم اسلام امام احمد رضا کو مجدد دین و ملت کہتا ہے۔

**و صلی اللہ تعالی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ و اھل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین**

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

# اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور ان کا فارسی کلام

ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو

مسلمانان برصغیر کو بیدار کرنے اور ان کی دینی تربیت کرنے والی جامع الصفات شخصیت امام احمد رضا خان کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنی ذات میں ایک تحریک تھے جو ساری عمر سنت کی اشاعت اور بدعت کے رد میں مصروف رہے۔ علمی اور روحانی لحاظ سے آپ کے بلند مقام کی وجہ سے آپ کو "اعلیٰ حضرت" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی سینکڑوں تصانیف اور بلند پایہ مذہبی اور علمی مضامین سے مسلمانوں کو بہت متاثر کیا۔ آپ کی ذات ایک روشن چراغ کے مانند تھی جس کی روشنی برصغیر کے گوشہ گوشہ میں پھیلی۔ ان کے جانشینوں، طلبا اور خلفاء نے بڑے خلوص کے ساتھ ان کی تعلیمات کو متعارف کرایا اور ان کے مشن کو جاری رکھا ہے۔

مولانا احمد رضا خان ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں بریلی کے مردم خیز شہر میں پیدا ہوئے۔ اور یہیں سنہ ۱۹۲۱ء کو اس دار فانی سے کوچ کرکے اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ تذکرہ علمائے ہند کے بیان کے مطابق آپ کے والد مولانا نقی علی بریلوی جید عالم تھے اور شاہ آل رسول سے تمام سلسلوں کی بیعت کی۔ ان کے نامور فرزند اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی سلوک و طریقت میں سید آل رسول سے فیض حاصل کیا اور سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ خاندان علم و فضل کے اعتبار سے ممتاز تھا اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے علوم دینی کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔

اعلیٰ حضرت بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اخلاق میں بزرگانہ شان تھی۔ آپ جیسے درویش صفت انسان صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔۔ شاعر، ادیب، فقیہ، مفتی، مفسر، مرد مومن، سادگی اور خلوص کے یہ پیکر بنی نوع انسان کی کھلے دل سے خدمت کرتے اور لوگوں کے ساتھ خلق، تواضع اور کشادہ پیشانی سے پیش آتے رہے۔ آپ کے علمی اور اصلاحی، دینی اور روحانی فیوض و برکات پر ہمیں بجا طور پر ناز ہے۔ آپ قرآن پاک کے مترجم اور متعلقہ علوم کے شارح ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف، واعظ و ملفوظات کی بدولت برصغیر میں دینی تعلیم کا بندوبست ہوا، سنن نبوی کا احیا ہوا، غافلوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا درس دیا، عشق رسول سے سینے گرمائے اور حنفیت کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام ہوا۔ ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ لکھتے ہیں کہ "ان کی تالیفات اور کتب دینیہ پر ان کے حواشی بڑی تعداد میں ہیں۔ بیشتر دینی تصانیف عربی یا اردو میں ہیں جن کی فہرست "حیات اعلیٰ حضرت میں دی گئی ہے۔ فارسی کی کتابین زیادہ تر علوم ریاضی وغیرہ سے متعلق ہیں جن میں ان کی دسترس غیر معمولی تھی۔ عربی اردو کتابیں متعدد موضوعات

پر ہیں۔ مثلاً تفسیر' حدیث' حواشی بحدیث' عقائد و کلا' فقہ' تجوید' تصوف' اذکار' اوفاق' تعبیر' تاریخ' سیرت' مناقب' ادب' نحو' لغت ' عروض' علم زیلجات' جفر' تکسیر' جبرو مقابلہ' علم مثلث' ارثماطیق' لوگارتھم' توقیت' نجوم' حساب' ہیت' ہندسیہ' ریاضی' فلسفہ اور منطق"۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے متعلق حضرت شمس بریلوی لکھتے ہیں کہ ان کے فضل و کمال کا شہرہ صرف اس برصغیر پاک و ہند تک ہی نہ تھا بلکہ حرمین شریفین کی محدثین اور فقہائے بھی ان کے کمال کا اعتراف تک کرتے ہوئے سند اعتبار عطا فرمائی تھی"۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو "پچپن علوم و فنون میں مہارت تھی۔ انہوں نے ہر فن میں علمی یادگار چھوڑی ہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ ان کا ترجمہ قرآن اردو تراجم کے سارے ذخیرے میں امتیازی شان رکھتا ہے۔ تفسیر میں امام احمد رضا کی شان یہ تھی کہ صرف سورہ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر ۶۰۰ صفحات سے بھی تجاویز کر گئی۔ ان کا تحقیقی معیار دور جدید کے تحقیقی معیار سے بھی بلند ہے۔ وہ اپنے علمی مقالات و رسائل اور کتب کو عقلی اور نقلی دلائل و شواہد سے ایسا مزین کرتے ہیں کہ قاری مطمئن ہو جاتا ہے اور تشنگی محسوس نہیں کرتا۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمی فضیلت کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت کی طبیعت ہمہ گیر تھی۔ اور علم کے ہر شعبے سے ان کو گہری دلچسپی تھی۔ آپ ایک بڑے مفکر اور جید عالم ہی نہ تھے بلکہ ساتھ ساتھ قلندر صنفت انسان بھی تھے۔ آپ کی تمام عمر فقیرانہ طریقے پر بسر ہوئی۔ طبیعت میں خودداری اور بلند ہمتی کے ساتھ انکسار تھا' فروتنی حد سے زیادہ تھی۔ نیکی اور خیر کا یہ پیکر ایک ایسا عظیم انسان تھا جس کا سر خدواند قدوس کے سوا کسی فانی ہستی کے سامنے کبھی نہیں جھکا وہ بطل حریت جس نے برطانوی سامراج سے نفرت کی اور ہندو قیادت کو للکارا وہ امام احمد رضا تھے جن کے رگ و پے میں حسن عمل کی بجلیاں جاری و ساری تھیں۔ الغرض وہ ایک دلاویز شخصیت کے حامل' ایک خود دار فقیر' مرد مومن اور سچے عاشق رسول تھے۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریز سامراج کے دور حکومت میں جب انگریزی تہذیب و تمدن نے زور پکڑا تو اعتزالی تحریکوں نے جنم لیا جس سے مسلمانوں کے دینی جذبہ میں کمی واقع ہونے لگی۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے اس موقع پر عشق رسول اور اطاعت رسول پر خصوصی زور دیا۔ چنانچہ جب مسلمان علماء اور سیاستدان ہندوؤں سے ترک موالات کے سلسلے میں اتحاد کرنے لگے تو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے اس اتحاد کی سختی سے مخالفت کی اور ایسے لوگوں کو "فرقہ گاندھیہ" کے حواری کہا۔ اسی طرح جب مسلمان اپنے کاشانہ کو چھوڑ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان کو جانے لگے تو ہمارے رہبرو رہنما مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چال سے آگاہ کیا۔ اسی مسلک پر مولانا بریلوی شدت سے قائم رہے۔ ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ لکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں "علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث سے مناظرانہ انداز سے نزاع کا سلسلہ جاری رہا۔ اس مناظرانہ انداز میں مولانا احمد رضا کی سخت گیری اور شدت کی پالیسی بڑی شہرت رکھتی ہے' حتیٰ کہ مولانا احمد رضا خاں کی طرف بعض ایسے عقائد منسوب کر دئے گئے جن کا انہوں نے خود اپنی تالیفات میں رد کیا ہے"۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بلند پایہ شاعر اور نعت گو بھی تھے۔ "رضا" تخلص کرتے تھے۔ ان کا اردو کلام بڑا پر تاثیر ہے۔ ان کے کلام میں اخلاص ہے' درد ہے' سوز و گداز ہے۔ جرات اور بے باکی ان کی عظمت کی ایک بنیاد ہے۔ "رضا" نہ صرف شاعر ہے بلکہ مفکر بھی۔ انہوں نے اپنے افکار عالیہ سے اپنے کلام میں انسان سازی کا کام کیا ہے۔ جس کی مثال بمشکل ملے گی۔ ان کے افکار میں ذکر و فکر اور نظر و خبر کا بہترین امتزاج ہے۔ الغرض ان کے کلام کے موضوعات دینی ہیں اور ان کی شاعری کا مقصد دینی تعلیم' عشق رسول اور ارتقاع

بشریت ہے۔ فارسی میں بھی منظوم کلام کا ایک بڑا حصہ موجود ہے جو رباعیات، قصائد، قطعات اور مثنویوں پر مشتمل ہے۔ آپ کا دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی نے بڑے اہتمام صحت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ہم علامہ حضرت شمس بریلوی کے ممنون ہیں جنہوں نے بڑی ادبی کاوشوں کے ساتھ نہ صرف ۲۳۰ صفحات پر کلام رضا کا تحقیقی اور ادبی جائزہ پیش کیا ہے بلکہ ان صدہا اغلاط سے کلام کو پاک و صاف کر کے صحت و ترتیب نو سے آراستہ کیا ہے جن کی طرف اب تک ناشران کلام رضا نے توجہ نہیں کی تھی۔ یہ بے انصافی ہو گی اگر دینی کتب کے ناشرین مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی کے ارباب اختیار فرید الدین اور محمد مبین کی ان مساعی جمیلہ کا اعتراف نہ کیا جائے جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کی کتب کی طباعت کے لئے کیں۔ ان مساعی کی بدولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضا کی کچھ شاہکار ہم تک پہنچے ہیں جن میں حدائق بخشش اور فتاویٰ رضویہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کتب کی طباعت کا انتظام علامہ حضرت شمس بریلوی زیر نگرانی کیا گیا جنہوں نے قارئین کے مطالعے کے لئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کی علمی اور مذہبی خدمات کا مفید مواد پیش کیا ہے۔

امام احمد رضا خان کی امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے نظم و نثر کی ہر صنف سے کام لیا اور ہر صنف میں ان کا پایہ سب سے برتر نہیں تو کسی سے کمتر بھی نہ رہا۔ لیکن ان کی نعتیہ شاعری بے مثال ہے اور اس ضمن میں ان کا پایہ بہت بلند ہے۔ جس فصاحت و بلاغت کے ساتھ آپ نے اردو، فارسی اور عربی میں شاعری کی وہ حقیقت میں عشق رسول کی سرمستیوں اور رعنائیوں کا نتیجہ ہے۔ اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ ان کا فارسی کلام حسن بیان، معنی پروری اور پختگی ذوق کے لحاظ سے بہت بلند پائے کا ہے۔ ان کے فارسی کلام میں عشق رسول، تصوف، اخلاق، حرکت و عمل کی دعوت، اسلامی تعلیمات، حقائق حیات، منظر نگاری، سیاست اور اپنے جذبات و احساسات کا ذکر ہے۔

اگرچہ اعلیٰ حضرت، ان کے خاندان اور دیگر بہی خواہان ملت نے مسلمانوں کی زندگی میں ایک نئی لہر پیدا کردی تھی مگر خود غرض اور فتنہ پرور لوگوں نے اپنی خواہشات کو دین سمجھ لیا اور اسی راستہ میں ہزاروں رخنے ڈال دیئے۔ لہٰذا راہ نجات ابھی دور نظر آرہی تھی۔ چونکہ مسلمانوں اور دین اسلام کے لئے اعلیٰ حضرت کے دل میں زندگی بخش تڑپ موجود تھی اسی لئے انہوں نے خود ساختہ دینی رہنماؤں کے لئے عالم مایوسی میں کہا :

آہ آت از ضعف اسلام آہ آہ
آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ
مرد مان شہوات را دین ساختند
صد ہزاران رخنہا انداختند
ہر کہ نفش رفت راہی از ہوا
ترک دین گفت و نمودش اقتدا

اللہ تبارک تعالیٰ نے اس مرد مومن کو نظم و نثر کی ہر صنف میں دست گاہ کامل سے نوازا تھا۔ انہوں نے فارسی کلام میں واضح و صریح اور ساتھ ہی فصیح و بلیغ اور موثر اسلوب میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی کی اور ایسے ممتاز شعرا بہت قلیل ہیں جنہیں تمام اصناف سخن میں نشان امتیاز حاصل ہوا۔ انہوں نے تضمین و تنقید، لفظ و معنی، فکر و نظر، بیان و اقتباس غرض کہ ہر معاملے میں ایک خاص انداز اپنایا ہے۔ ان کے کلام میں رومی اور عطار کے عمق کا بھی احساس ہوتا ہے تو سعدی اور حافظ کی حلاوت بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ کسی خاص صنف کے قائل نہیں تھے بلکہ چاہتے تھے کہ اپنا پیغام بصیرت افروز اور اثر انگیز طریقے سے تمام رعنائیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ لوگوں تک پہنچائیں۔ ذرا دیکھئے کس طرح ان کے کلام میں اصلیت

اور صداقت جھلکتی نظر آرہی ہے۔ یہ روایتی شاعری نہیں، دلی کیفیت کا اظہار ہے چونکہ ان کے کلام میں نہ دور ازکار تشبیہات اور استعارے ہیں نہ مشکل تراکیب و الفاظ ان کے خیالات کے اظہار میں بڑی روانی ہے، سلاست ہے، صداقت ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

ای خدا ای مہربان مولائی من
ای انیس خلوت شبہائی من

ای بیادت نالہ مرغ سحر
ای کہ ذکرت مرہم زخم جگر

ای کہ نامت راحت جان و دلم
ای کہ فضل تو کفیل مشکلم

ما خطا آریم و تو بخشش کنی
نعرۂ انی غفور می زنی

اللہ اللہ زین طرف جرم و خطا
اللہ اللہ زان طرف رحم و عطا

از طفیل آن صراط مستقیم
قوتی اسلام را دہ ای کریم

بہر اسلامی ہزاران فتنہا
یک مہ و صد داغ فریاد ای خدا

ای خدا بہر جناب مصطفیٰ
چار یار پاک و آل باصفا

پر کن از مقصد تہی دامان ما
از تو پذ رفتن زما کردن دعا

کیست مولائی بہ از رب جلیل
حسبنا اللہ ربنا نعم الوکیل

اعلیٰ حضرت حافظ شیرازی کے اسلوب میں بھی لکھتے ہیں، چنانچہ فارسی کی پہلی غزل میں دیوان حافظ کی پہلی غزل کا تتبع کیا ہے حافظ شیرازی کی پہلی غزل اس طرح ہے :

الا یا ایہا الساقی ادرکاسا و ناولہا
کہ عشق آسن نمود اول اول افتاد مشکلہا

اعلیٰ حضرت، حافظ شیرازی کا تتبع کرتے ہوئے رد وہابیہ کا اظہار کرتے ہیں :

الا یا ایہا الساقی ادرکاسا و ناولہا
کہ بر یاد شہ کوثر بنا سازیم محفلہا

بلا بارید حب شیخ نجدی بر وہابیہ
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

وہابی گرچہ اخفا می کند بعض نبی لیکن
نہاں کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا

توہب گاہ ملک ہند اقامت را نمی شاید
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا

احمد رضا خان کی رباعیوں میں تصوف کا رنگ نظر آتا ہے۔ بعض رباعیات جو سیدنا عبد القادر جیلانی کے متعلق ان کے تاثرات کو ظاہر کرتی ہیں، ان میں عشق رسول اور آل رسول کی محبت کا ذکر ہے۔ اسی چیز نے ان کے کلام کو آفاقیت کا جوہر عطا کیا۔ ان میں فن رباعی نگاری کی جملہ خصوصیات موجود ہیں۔ چاروں مصرعوں کا ربط اور مصرع بہ مصرع خیال کی چڑھتی ہوئی لے اور آخری مصرع میں خیال کا نقطہ عروج اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ ان کی رباعیات کی ایک خاص اہمیت ہے۔ نمونے کے طور پر دو رباعیات پیش کرتا ہوں :

بارد ز خدا بر جد عبد القادر
محمود خدا حامد عبد القادر

باران درودے کہ چکیدہ ز رحش
بارد بسر سید عبد القادر

ردیف میم میں یہ رباعی سیدنا عبد القادر جیلانی کی شان میں کہی گئی ہے۔

صدیق صفت حلیم عبد القادر
فاروق نمط حکیم عبد القادر
مانند غنی کریم عبد القادر
در رنگ علی علیم عبد القادر

عشق رسول اور محبت اہل بیت ان کا شعار زندگی تھا۔ اس لئے آپ کے کلام میں امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سید الشہداء کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا کثرت سے ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ لکھتے ہیں کہ "ک مرتضوی" کے نام سے فارسی زبان میں آپ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب و خصائل بیان کئے ہیں اور اس میں جناب امیر کے زمانہ خلافت کے فیصلہ جات بھی شامل کر دئے ہیں۔ کتاب غیر مطبوعہ ہے اور تقریباً دو سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اپنے کلام میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت میں سرشار ہو کر اعلیٰ حضرت نے کہا :

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرور لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

ای تنت دراہ مولیٰ خاک و جانت عرش پاک
بو تراب ای خاکیاں را پیشوا امداد کن

ای شب ہجرت بجائی مصطفیٰ بر رخت خواب
ای دم شدت فدائی مصطفیٰ امداد کن

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے کربلا کے میدان میں آل رسول کی شہادت کا ذکر اپنے فارسی کلام میں بڑے درد انگیز انداز میں کیا ہے۔ جگر گوشہ رسول کی بے مثل قربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں : وہ حسین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہوئے تھے اسے لعینوں نے اپنے گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا، وہ حسین جس کے ہونٹوں اور گردن کو مصطفیٰ نے بوسہ گاہ بنایا اسے ظالموں نے لہولہان کر دیا۔" دیکھئے اس واقعہ جانسوز کا کس درد آہ و فغاں اور رنج و الم سے ذکر کیا جاتا ہے۔

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گلرخا شہزادہ گلگو قبا امداد کن

ای گلویت کہ لبان مصطفیٰ را بوسہ گاہ
کہ لب تیغ لعین را حسرتا امداد کن

ای تن تو کہ سوار شہسوار عرش ناز
کہ چناں پامال خیل اشقیا امداد کن

رضا کی عظمت کی حقیقی بنیاد دراصل عشق رسول ہے۔ اس لئے ان کے کلام میں نعتوں کا خاص مقام ہے۔ اردو، عربی اور فارسی میں نعتوں کا بڑا ذخیرہ ہے اور بڑے بڑے شاعروں نے عشق رسول کے زیر اثر اس صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ مگر "رضا" کی شاعری کا ایک خاص رنگ ہے۔ عشق رسول سے سرشار ہو کر بارگاہ شہنشاہ کونین میں اس طرح گلہائی نذرانہ پیش کرتے ہیں :

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

یا شفیع المذنبین یا رحمتہ اللعالمین
یا امان الخائفین یا ملتجیٰ امداد کن

نیر نور الہدیٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ
ای رخت آئینہ ذات خدا امداد کن

ای گدایت جن و انس و حور و غلمان و ملک
وی فدایت عرش و فرش ارض و سما امداد کن

# امام العلماء امام ابو حنیفہ ثانی

مولانا کوثر نیازی

(امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء اسلام آباد' سے خطاب)

الحمد للہ و الصلوۃ والسلام علی رسول الکریم

قرطاس و قلم سے میرا تعلق دو چار سال کی ہی بات نہیں نصف صدی کی بات ہے اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہل علم و قلم' مشائخ و علماء کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقعہ ملا اور ان کے درس میں شریک رہا اور اپنی بساط کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا۔ زندگی میں' میں نے اتنی روٹیاں نہیں کھائیں ہیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں وہ سب مطالعہ سے گذری ہیں اس سب مطالعہ کے دوران امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی کتب نظر سے نہیں گذری تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پالیا ہے اور علم کا سمندر پار کر لیا ہے۔ علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کرلی ہے مگر جب امام اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کیں اور ان کے علم کے دروازے پر دستک دی اور فیض یاب ہوا تو اپنی جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں لگا کہ ابھی تو میں علم کے سمندر کے کنارے کھڑا صرف سیپیاں چن رہا تھا' علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا مطالعہ کرتا جاتا ہوں عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام احمد رضا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت ایسی نہیں جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو یقیناً آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے صحیح جانشین تھے جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

یہاں علوم و فنون کے حوالے سے ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ دوران تعلیم مولوی فاضل کے درجے میں مقامات حریری پڑھے جو عربی ادب کے حوالے سے ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اسی طرح فیضی کی تفسیر بے نقط دیکھی جس کو تاریخ میں ایک بلند امتیاز حاصل ہے کہ چند حروف بے نقط سے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دی گئی یقیناً صاحبِ تصنیف کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اسی طرح عربی ادب کے اور بھی شاہکار مطالعہ کے دوران نظر سے گذرے مگر ان سب پر امام احمد رضا کے فتاویٰ کا عربی خطبہ فوقیت اور انفرادیت رکھتا ہے اس میں امام نے فقہ کی کتابوں اور مصنفوں کے ناموں کو اس طرح مربوط ترتیب دیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ۹۰ کتابوں کے ناموں کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ خطبہ میں حمد و ثنا بھی بیان ہو گئی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادا ہو گئی اور صحابہ کرام و آل رسول پر صلوۃ بھی۔ بلاشک شبہ مولانا کا عربی خطبہ عربی ادب کا لازوال شاہکار ہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

اردو زبان کے تو آپ شہنشاہ تھے کثیر تعداد میں تصانیف اردو زبان میں لکھیں ہیں اور عموماً تمام کتب کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے کتابیں لکھی ہی اہل علم کے لئے ہیں لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ امام کی کتابوں کو عوام کی رسائی تک پہنچانے کے لئے ان کو آسان زبان میں منتقل کیا جائے یا حواشی کے ساتھ کتابیں شائع ہوں تاکہ عوام بھی اس علم کے سمندر سے افادہ کر سکیں۔ امام احمد رضا دراصل علماء کے امام تھے یعنی امام العلماء تھے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آج عالم کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر وہ امام کی کتابوں کو سمجھ لیں تو وہ عالم کہلانے کے مستحق ہیں اور وہ امام کے علم کی تہہ تک پہنچ جائیں تو وہ عالم کہلانے کے حقدار ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے نبی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی پاک و ہند کی سرزمین کی طرف بھی خاص نظر تھی۔ احادیث میں لفظ ہند بھی آیا ہے خاص کر شمشیر ہندی کا تذکرہ بار ہا آیا ہے اور شروع کے لٹریچر میں اس کا ذکر برابر ملتا ہے کیوں کہ ہند کی تلوار اس زمانے میں بہت مشہور ہوا کرتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہند کے مختلف قبائل اور ذاتوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے چنانچہ واقعہ معراج میں ایک روایت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف انبیاء کرام کے حالات بیان فرمائے تو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہند کی قوم "جاٹ" کی طرح مضبوط پایا یعنی ڈیل ڈول میں قوم جاٹ کے جوانوں کی طرح آپ کی جسامت مضبوط تھی۔ اس کا مکمل حوالہ میرے کتب خانے میں موجود ہے ابھی ذہن میں پورا حوالہ نہیں آ رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کے تمام انسانوں کی جسامت کا بھی علم تھا اسی لئے تو موسیٰ علیہ سلام کی جسمانی طاقت کو ہند کی قوم جاٹ سے تشبیہ دے کر بتایا۔ اس طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی بابا رتن کا بھی تذکرہ ملتا ہے اور ان سے حدیثوں کا مجموعہ بھی منسوب ہے اگرچہ یہ صحابی کی حیثیت سے اکثریت کے نزدیک مشکوک ہیں لیکن عشاق کے لئے یہ بہت کافی ہے کہ سرزمین ہند سے بھی ایک فرد کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

امام ابو حنیفہ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی سندھ کی سرزمین سے بتایا جاتا ہے اور غالباً مناظر حسن گیلانی نے ان کو قوم جاٹ کی ایک شاخ سے تعلق بتایا ہے اور دورِ حاضر کے امام ابو حنیفہ ثانی کا تعلق بھی اسی سر زمین ہند بریلی سے ہے یہ ہندوستان کے لئے بڑی عظمت کی بات ہے۔

فقہ حنفیہ میں ہندوستان میں دو کتابیں مستند ترین ہیں۔ ان میں سے ایک فتاویٰ عالمگیریہ ہے جو دراصل چالیس علماء کی مشترکہ خدمت ہے جنھوں نے فقہ حنفیہ کا ایک جامعہ مجموعہ ترتیب دیا دوسرا فتاویٰ رضویہ ہے جس کی انفرادیت یہ ہے کہ جو کام ۴۰ علماء نے مل کر انجام دیا وہ اس مرد مجاہد نے تنہا کر کے دکھایا اور یہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ عالمگیریہ سے زیادہ جامع ہے اور میں نے جو آپ کو امام ابو حنیفہ ثانی کہا ہے وہ صرف محبت میں یا عقیدت میں نہیں کہا بلکہ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابو حنیفہ ہیں آپ کے فتاویٰ میں مختلف علوم و فنون پر جو بحث کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر بڑے بڑے علماء کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کاش کہ اعلیٰ حضرت کی حیات اس دور کو میسر آجاتی تاکہ آج کل کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکتے کیوں کہ آپ کی تحقیق حتمی ہوتی اس کے آگے مزید گنجائش نہ ہوتی' بہرحال ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے جو کتابیں بشمول فتاویٰ رضویہ اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کی ہیں میں ان تمام کتب کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے ساتھیوں کو دوں گا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل میں جو مسائل زیر بحث ہیں ان کو ہم آپ کے علم کے نور سے حل کر سکیں۔

خوش ذوق شائقین کی اوّلین پسند
Crescent
کریسنٹ کا نام
اعلیٰ معیار کی ضمانت
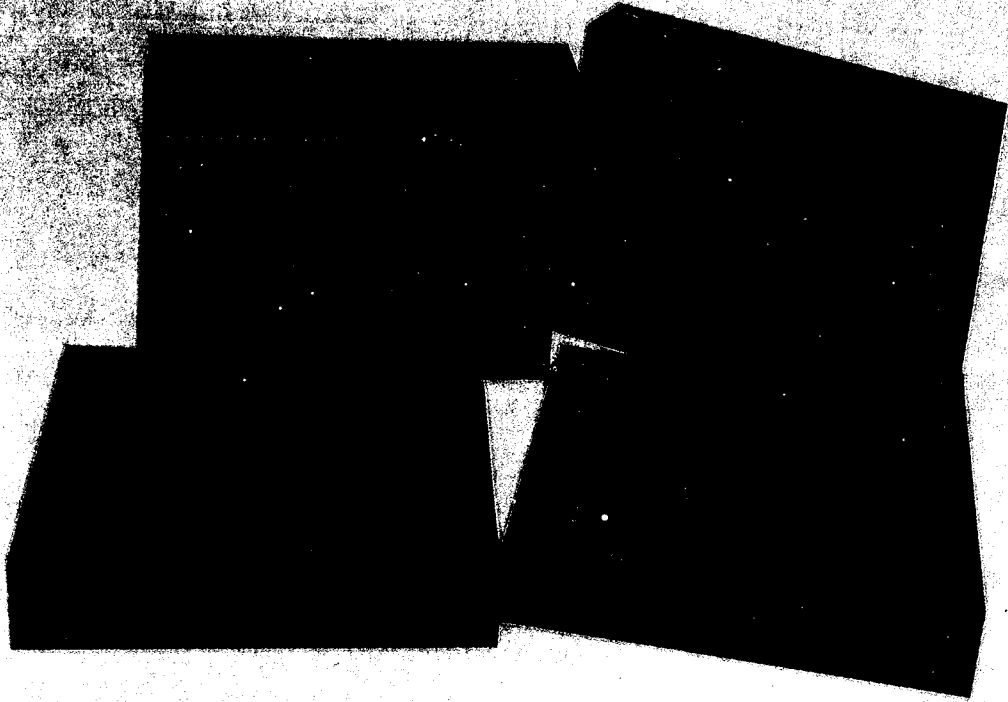
# اعلیٰ حضرت اور اتحاد ملت اسلامیہ

تحریر : ڈاکٹر سید محمد عارف
(گورنمنٹ ایس۔ای۔ کالج، بھاول پور)

صدر گرامی اور معزز حاضرین کرام !

تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ دنیا کی اقوام یعنی یہود و نصاریٰ اور ہنود روز اول سے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مسلسل کوششیں کر رہی ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں وہ آج تک جاری ہیں۔۔۔۔ ان اقوام نے دنیائے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے جو حربے اختیار کئے ان میں سب سے خطرناک حربہ وہ ہے جسے "دام ہمرنگ" کہا جا سکتا ہے یعنی اپنے شکار کو دھوکہ دینے کے لئے خود اسی کا سا لبادہ اوڑھ لینا تاکہ شکار کو پتہ بھی نہ چلے کہ وہ پنجہ صیاد میں جکڑا جا چکا ہے۔۔۔۔ حال ہی میں برصغیر کے نامور ادیب و دانشور نواب چھتاری نے اپنی یادوں کے حوالے سے برطانیہ کے ایک ایسے خفیہ دارالعلوم کا ذکر کیا ہے جو بباطن یہود و نصاریٰ ہوتے لیکن بظاہر اسلامی علوم کے ماہر اور سیرت و صورت کے اعتبار سے شیخ کامل !۔۔۔۔ لارنس آف عریبیا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ان لوگوں کے ذمے یہ کام لگایا جاتا تھا کہ عالم اسلام میں پھیل جائیں اپنا اعتبار قائم کریں اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علی وسلم کو مسلمانوں کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کریں۔ علامہ اقبال نے اپنی مشہور نظم، جس کا عنوان ہے : "ابلیس کا پیغام اپنے سیاسی فرزندوں کے نام"۔۔۔۔ میں غالباً اسی حربے کا ذکر کیا ہے کہ شیطان اپنے کارکنوں کو جمع کر کے کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ مسلمان صفحہ ہستی سے مٹ جائیں یا دنیا میں ان کا وجود و عدم برابر ہوجائے تو تم صرف یہ کرو کہ :

روح محمد ان کے بدن سے نکال دو !

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں عالم اسلام میں اسی روح مقدسہ کے خلاف بہت سی آوازیں اٹھیں۔ خود برصغیر پاک و ہند میں اس جذبے کو مٹانے کی مسلسل اور منظم کوششیں کی گئیں اور وہ اس طرح کہ فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو مرکز بحث بنایا گیا۔۔۔۔ لیکن جذبہ عشق سے سرشار اہل نظر علماء نے اس کے پیچھے چھپی ہوئی نیتوں کو بھانپ لیا۔۔۔۔ ان علماء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا شمشیر برہنہ کی طرح میدان عمل میں نکل آئے۔ سواد اعظم کو اس دھوکے سے بچانے کے لئے وہ اس حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے رہے کہ مسلمان کا سرمایۂ حیات جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی رشتہ محبت کے کمزور ہو جانے میں ملت کی تباہی پوشیدہ ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے محبت کے اس حیات بخش رشتے کو کمزور کر دینے کی ہر سازش کو سختی سے مسترد کر دیا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام میں جس کسی نے بھی اس حقیقت کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی اسے اگر ممکن ہوا تو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا یا اسے انتشار پسندی، تکفیر

سازی اور دشمن پرستی کا الزام دے کر اتنا مطعون کیا گیا کہ وہ خود اپنوں میں بے گانہ ہو کر رہ گیا۔۔۔۔ تا ہم اعلیٰ حضرت کی مساعی رائیگاں نہیں گئیں وقتی بے گانگی ختم ہوئی اور سواد اعظم کے ہاتھوں سے دامن رسالت نہ چھڑایا جا سکا۔

وام ہمرنگ کے اسیروں نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محاذ پر ناکامی کے بعد اب اقلیت میں ہوتے ہوئے اکثریت کو بڑے زور شور سے اتحاد کی دعوت دینی شروع کر دی یہ تاثر دینے کے لئے کہ وہی اتحاد کے داعی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثریت سے کٹ کر دعویٰ اتحاد بے معنی تھا۔ اس اتحاد کی حقیقت کیا تھی۔ اعلیحضرت کے فرزند حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں نے ۱۹۲۵ء میں مراد آباد کانفرنس کے خطبہ صدارت میں اس اتحاد کے مضمرات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :

"اتحاد کی ان تحریکوں کا تخم اختلاف بلکہ عناد کا پھل لاتا ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت سواد اعظم ملت اسلامیہ میں اتحاد کے سب سے بڑے داعی تھے۔۔۔ البتہ' اس اتحاد کے لئے وہ کسی ایسے شخص سے سمجھوتہ کرنے کے حق میں نہ تھے جس کے کسی قول و فعل سے بغض رسول کا شائبہ بھی نظر آتا ہو۔۔۔ ادھر' اغلبا یہ یہودی سازش ہی کا نتیجہ تھا کہ ہندوؤں کو اتحاد کے نام پر مسلمانوں کا بھائی بنایا گیا۔ اور چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ پنجہ یہود کے اسیر علماء نے تلک لگائے اور ہندو لیڈروں کو مسند رسول پر بٹھایا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے ببانگ دہل اس کی مخالفت کی اور تاریخ اسلام کے اس عجیب و غریب اتحاد میں چھپے ہوئے انتشار کو بے نقاب کیا۔

آج بھی اتحاد کا نام لے کر مسلم اکثریت کو منتشر کرنے کی مساعی جاری ہیں۔ اور آج بھی ہمیں اسی بصیرت کی ضرورت ہے جو اسی جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل ہو سکتی ہے جس کا امام احمد رضا زندگی بھر پرچار کرتے رہے۔۔۔ اتحاد ملت کیا ہے؟ فرزند اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

"بے شک دو گھوڑوں کو ایک گاڑی میں جوڑ کر زیادہ وزن کھینچا جا سکتا ہے لیکن بکری اور بھیڑیئے کو ایک جگہ جمع کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔"

انہوں نے ایک اور مثال سے اتحاد کے تصور کو بالکل آئینہ کر دیا کہ :

"ایک خرمن کو آگ کی چنگاری کے ساتھ جمع کیجئے غلے کی کار آمد ہستی بگڑ جائے گی اور وہ خاکستر ہو جائے گا۔"

ایک گھر کے افراد میں اتحاد کے یہ معنی نہیں کہ سب اہل خانہ اپنے کسی بگڑے ہوئے فرد کے ہمنوا بن جائیں بلکہ وہ سب لوگ اپنے آپ میں مضبوط و متحد رہیں تاکہ بھٹکا ہوا ساتھی ہم میں آ ملے۔ ایسے ہی اتحاد سے کشت ملت پر بہار آتی ہے۔ آپ کتنی بھی تحقیق کر لیں آپ دیکھیں گے کہ اعلیٰ حضرت کے اسی اصول پر قائم اتحاد سے چمن بہار آئی ہے۔۔۔ تحریک پاکستان ہو یا استحکام پاکستان کا مسئلہ' ہر مرحلے پر سواد اعظم کے اسی اتحاد نے ہمیں کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔۔۔

مسلمانوں کی یہی وہ مبارک اکثریت ہے جس کا اتحاد عالم اسلام میں مسلمانوں کی حقیقی آزادی کا ضامن ہے۔۔۔ یہی وہ اتحاد ہے جس کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر دشمنان اسلام اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ اس اتحاد کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو صرف اور صرف جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے شکست دی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اسی جذبہ عشق سے ملت اسلامیہ کے دلوں کو بیدار کر گئے۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

شب لحیہ و شارب ہے رُخِ روشن دِن
گیسو و شبِ قدر و برات مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرُو ہیں،
وَالْفَجْر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشْر

# اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ایک شعر

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹائے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب"

تحریر۔۔ غلام مصطفیٰ مجددی

## تلمیح و تضاد کا حسین شاہکار :

عالم اسلام میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ القوی عرصہ فکر و نظر کے مانے ہوئے شہسوار تھے۔ جہاں آپ نے دینی میدان میں تحقیق و تدقیق کی راہوں کو ہموار کیا اور اپنے علمی و تخلیقی نقوش چھوڑے، وہاں شعر و سخن کی سر زمین کو بھی محبت افروزشہ پاروں سے آباد کیا۔ یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک فقیہہ اور عالم دین اسلام گلستان ادب میں گل گشت کرتا ہے تو نازک اندام پھولوں، مسکراتی کلیوں، شبنمی قطروں، تانک جھانک کرتی کرنوں، نغمہ زن پرندوں کو دیکھ کر کیسے متاثر ہوتا ہے۔ متاثر ہونا تو انسانی فطرت ہے مگر شعر کیسے کہتا ہے؟ پھر شعروں میں فقیہانہ خشکی نام کو نہیں۔ نازک خیالی، برجستگی، حسن آرائی اور تخیل کی بلند پروازی پورے جوبن سے کار فرما ہے۔ جناب شاعر لکھنوی صاحب آپ کے متعلق درست لکھتے ہیں۔

" علماء مجتہدین اور بحرالعلوم قسم کے لوگوں کی شاعری میں موٹے موٹے اور ثقیل الفاظ کی بھرمار، شعر کے الفاظ تلے دب جانے اور محاسن شعری کے فقدان کی روایت عام ہے اور بعض مواقع پر اس کی صداقت ثابت بھی ہو جاتی ہے لیکن رضا بریلوی کی کاوش فکر اس روایت کی نفی کرتی ہے۔

(تاریخ نعت گوئی میں حضرت بریلوی کا منصب" مطبوعہ مجلس رضا لاہور)

ادب کی تاریخ میں حضرت داغ دہلوی کا اپنا منفرد مقام ہے۔ جب ان کی خدمت میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا یہ شعر پیش کیا گیا۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

تو وہ بھی اس کی شگفتگی، دل کشی اور رنگینی دیکھ کر تڑپ اٹھے، فرمانے لگے سبحان اللہ! مولوی ہو کر ایسے شعر کہتا ہے۔ چونکہ آپ دل درد آشنا کے مالک تھے اس لئے جو کچھ بھی لکھتے وہ دولت اثر سے لبریز ہوتا، بقول اقبال۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

آپ ایک پسندیدہ شاعر ہیں۔ یوں تو آپ کے دیوان "حدائق بخشش" میں رنگ رنگ کے خوشبو ریز پھول روش روش کو معطر کئے ہوئے ہیں مگر ایک شعر اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے دنیائے سخن میں امتیازی شان کا حامل ہے اور وہ ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

ماہرین فن خوب جانتے ہوں گے کہ یہ شعر صنعت لفظی و معنوی کا دل پذیر نمونہ ہے۔ یقین کیجئے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہ اچھوتا شعر کہہ کر اپنے اور دوسروں کی ذوق نعت کو تسکین تو دی ہے مگر

ساتھ ساتھ اردو شاعری پر بھی احسان فرمایا ہے وہ بھی طبع آزماؤں کے لئے ایک نشان راہ سے کم نہیں۔ یہ شعر ندرت تخیل، شوکت الفاظ اور انداز بیان کی شگفتگی کے ساتھ ساتھ صنعت، تلمیح وتضاد کا حسین شاہکار بھی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس میں کس طرح تلمیح و تضاد کی جامع اور نادر صفات پورے عروج کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

## تلمیح شعری کیا ہے؟

کسی شاعر کا اپنے کلام میں کسی مشہور واقعہ، قصہ، کہانی، آیت قرآنی یا فنی اصطلاح کی طرف ایسا اشارہ کرنا جس سے اس واقعہ کی طرف ایسا ذہن خود بخود چلا جائے "تلمیح شعری" کہلاتا ہے۔ مثلاً۔

بے خطر کود پڑا "آتش نمرود" میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

علامہ اقبال نے اس شعر میں اس مشہور واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام محبت الٰہی سے سرشار تھے اس لئے نار نمرود میں کود پڑے۔ اگر جہان تگ و دو میں ایسا معرکہ ایمان درپیش ہو تو عشق ہی سرخرو ہوتا ہے، عقل ہمیشہ خود ساختہ مصلحتوں کے جال میں الجھی ہوتی ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مولانا جوہر نے اس شعر میں شہادت حسین کے نتائج و عواقب کا جائزہ لیا ہے اور اس کے تناظر میں یہ بات بتائی ہے کہ نخل اسلام کی آبیاری کے لئے موج فرات کی نہیں، اصغرو اکبر کے خون جگر کی ضرورت ہوتی ہے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی
کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

غالب کے پہلے شعر میں اعجاز مسیحائی کا تذکرہ ہے کہ جیسے حضرت مسیح اپنے دست شفا سے دکھوں کا علاج کرتے تھے، ایسے ہی کوئی آئے اور میرے رستے ہوئے زخموں کا مداوا بن جائے۔

دوسرے شعر میں "خضر و سکندر" کے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جب وہ دونوں "آب حیات" حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلے تھے، خضر کو تو منزل مل گئی مگر سکندر ویسے ہی لوٹ آیا۔

ان مثالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اب "شعر رضا" پر غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں کتنی تلمیحات ہیں اور ہر تلمیح کتنی جامع اور معنی خیز ہے۔ شعر کے دونوں مصرعے الگ الگ داستانوں کا عنوان ہیں۔

پہلا مصرع مصر کی فضاؤں میں مہکنے والی کہانی کی عکاسی کرتا ہے، جب شہزادی زلیخا شوق یوسف کے نقطہ کمال کو چھونے لگی اور کھوئی کھوئی نظر آنے لگی تو زنان مصر نے طعن و تشنیع کے پتھر برسائے دیکھو! دیکھو! زلیخا کو کیا ہوگیا ہے۔ شاہ طیموس کی بیٹی اور عزیز مصر کی بیوی سرزمین مصر کی ملکہ ہو کر ایک کنعانی غلام پر دولت دل ہار بیٹھی ہے۔ کم از کم اپنے خاندانی وقار کا ہی احساس ہوتا۔ یہ سن کر شہزادی زلیخا نے زنان مصر کی دعوت کی۔ ان کے سامنے لذیذ پھل اور تیز دھار چھریاں رکھیں تاکہ خود پھلوں کو کاٹ کاٹ کر کھائیں۔ وہ جب پھل کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں تو اس نے "ماہ کنعان" سے کہا "ذرا چہرہ جہاں آرا سے پردے کو سرکاتے ہوئے گزریئے"۔ آپ نے زلیخا کی اس آرزو کو پورا کردیا۔ زنان مصر نے جونہی آپ کے حسن یکتا کے جلوؤں کو دیکھا تو بے خود ہوگئیں۔ پھر کیا ہو قرآن پاک سے پوچھئے۔

**وقطعن ایدیھن و قلن حاش للہ ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم**

اور "انہوں نے" اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ کی پاکی

ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت بریلوی نے جذبات الفت سے بھری ہوئی اس روئداد کو ایک مصرع میں بیان کردیا ہے۔

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشت زناں

دوسرے مصرعے میں "مردان عرب" کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وارفتگیوں کا ذکر ہے۔ بدر و احد خندق و حنین، تبوک و خیبر کے میدانوں میں نثار ہونے والے شہیدان وفا کے ذوق شہادت کو خراج تہنیت پیش کیا ہے۔ یہاں تک ہی بس نہیں، دیکھا جائے تو محمد بن قاسم و طارق، موسیٰ و قتیبہ، سلیم و سلیمان، محمود و غوری، زنگی و صلاح الدین، حیدر و ابدالی کس نام پاک کا پرچم چار دانگ عالم میں لہرانے کے لئے دشت و دریا، کوہ و صحرا کی رکاوٹیں روندتے چلے گئے تھے۔ اندلس، افریقہ، وسط ایشیا اور ہندوستان کی رزم گاہیں کس نام پاک کے ورد سے گونج گونج اٹھتی تھیں۔

پھر آج یہ کشمیری، آزادی وطن کی ہولناک جنگ کیوں لڑ رہے ہیں؟ بوسنیائی، کس کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ دینے کے لئے بے قرار ہیں۔ فلسطینی کس کے لئے خون کے سمندر میں چھلانگیں لگا رہے ہیں؟ افغانستان کے برف زاروں کو کس نام کی گرمی نے پگھلا کر رکھ دیا ہے۔

یہ "اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم" ہے جس کا پوری کائنات میں اجالا کرنے کے لئے ملت مرحومہ کے سپوت اپنے سروں پر کفن باندھے ہوئے لوح وقت پر عشق و خودی کی داستاں رقم کر رہے ہیں۔

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

یہ مصرع آیت قرآنی النبی اولی بالمومنین من انفسھم (یہ نبی تو اہل ایمان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے) کی عملی تفسیر ہے اور ولولہ انگیز تاریخ اسلام کا کیف آگیں خلاصہ ہے۔

**صنعت تضاد :**

کسی شاعر کے کلام میں "ایسے الفاظ لانا جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں" صنعت تضاد کہلاتا ہے۔ مثلاً زمین و آسماں، آگ اور پانی، صبح و شام، دن اور رات وغیرہ۔ درج ذیل اشعار پر غور کیجئے، ان میں صنعت تضاد نے شعری فکر کو کتنا رسا اور پر اثر بنا دیا ہے۔

وہ اٹھے، درد اٹھا، حشر اٹھا
مگر دل ہے کہ بیٹھا جارہا ہے۔

☆ اس شعر میں "اٹھا" اور "بیٹھا" کے الفاظ تضاد کی مثال ہیں۔

چراغ خانہ درویش ہوں میں
ادھر جلتا، ادھر بجھتا رہا ہوں

☆ یہاں "جلتا" اور "بجھتا" آپس میں متضاد ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے۔

☆ ان الفاظ پر توجہ دیں۔ جنت و جہنم، نوری و ناری۔ کے تضاد نے شعر کے تصور کو کتنا بلند کردیا ہے۔

جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

☆ اس شعر میں صنعت تضاد کی تین وجوہات ہیں۔ "آکے" کا "جاکے"، "جائے" کا "آئے" اور "بڑھاپا" کا "جوانی" الٹ ہے۔ ایک شعر میں سہل ممتنع کے ساتھ تضاد کی تین وجوہات کو بیان کرنا واقعی مہارت شعری کی دلیل ہے۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے!
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

☆ اس شعر میں دوست و دشمن کے متضاد الفاظ لاکر شعر میں حسن پیدا کیا گیا ہے۔ اگر یہ متضاد الفاظ نہ ہوتے تو شاید شاعر

کے ذہن میں موجود تصور نکھر نہ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات "صنعت تضاد" تفہیم و ترجمانی کے لئے ناگزیر بھی ہوجاتی ہے۔

"صنعت تضاد" کو اچھی طرح ذہن نشین کرلینے کے بعد آیئے اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے مذکورہ صدر شعر پہ بحث کرتے ہیں۔ الحمد للہ! راقم الحروف کو شعر سخن سے بھی خصوصی لگاؤ ہے۔ میرؔ دردؔ غالبؔ ذوقؔ آتشؔ داغؔ جگرؔ سیمابؔ حسنؔ اخترؔ جوشؔ ندیمؔ ناصر اور ساغر جیسے شعرا کا کلام پڑھا ہے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی استاد نے بھی اپنے کسی شعر میں صنعت تضاد کی اتنی وجوہات پیش نہیں کیں جتنی اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے اس شعر میں کی ہیں۔

"حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اس عظیم شعر میں تضاد کی پانچ وجوہات تو ظاہر ہیں اور ایک پوشیدہ، کل چھ وجوہات ہوئیں۔ آیئے ان وجوہات کا فرداً فرداً جائزہ لیتے ہیں۔

وجہ اول :

ادھر "حسن یوسف" ہے اور ادھر "نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی ادھر حسن یوسف کو دیکھا تو بے خودی و وارفتگی، ہوش پہ غالب ہوئی۔ ادھر حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار تو بہت ہی بڑی نعمت و سعادت ہے، آپ کا نام پاک بھی لب پہ آجائے تو شمع رسالت کے پروانے سر کٹانے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ بلکہ وہاں ایک قانون بنتا ہے ۔

سر وہ سر ہے جو ترے قدموں پہ قربان گیا

وجہ دوم :

"کٹیں" کا لفظ عہد رفتہ کو ظاہر کرتا ہے کہ بس ایک بار ایسا ہوا کہ مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں۔ پھر کبھی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ اگر ہوتا تو قرآن و حدیث تاریخ و آثار اپنے گواہی دیتے۔ مگر ادھر "سر کٹاتے ہیں" کا جملہ فعل مضارع ہے۔ مضارع میں دوام و استمرار پایا جاتا ہے۔ یعنی نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دور میں اپنا سر کٹاتے رہے ہیں اور قیامت تک کٹاتے رہیں گے۔

مزید لفظ "کٹیں" میں ایک اور وجہ بھی پوشیدہ ہے۔ (جس کا اوپر چھٹے نمبر پہ ذکر ہوا) وہ یہ ہے کہ لفظ "کٹیں" سے عیاں ہے کہ زنان مصر نے بے خود ہوکر انگلیاں کاٹی تھیں۔ کاٹنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جبکہ ادھر "سر کٹاتے ہیں" سے اہل محبت کا عزم و ارادہ پوری طرح آشکارا ہے۔ یعنی بے اختیار نہیں بلکہ وہ جان بوجھ کر سر کٹاتے آرہے ہیں اور اس میں وہ اپنے لئے دنیا و آخرت کی سعادت سمجھتے ہیں۔ بقول، حسن رضاؔ

شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ ہو کیوں کر
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں کے باغ جنت کی

وجہ سوم :

ادھر مصر ہے کہ جس کے لوگ حسن آشنا، نازک خیال اور خوبیِ جاناں پہ جان چھڑکنے والے تھے۔ ادھر عرب ہے ایک خشک صحرا جس کے لوگ وحشت و بربریت، سرکشی و ترش روئی میں مشہور ہیں۔ مصر کے نرم مزاج لوگ حسن کو دیکھ کر پگھل جائیں تو کمال تو ہے مگر اس سے بڑا کمال یہ ہے کہ عرب کے سنگدل لوگ محبوب خدا کا صرف نام سن کر ہی فدا ہونے کے لئے تیار ہوجائیں بلکہ فدا ہوجائیں۔

وجہ چہارم :

ادھر صرف "انگلیاں" کٹیں، ادھر "سر" کٹے جارہے ہیں۔ انگشت و سر میں جو فرق ہے وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔

وجہ پنجم :

ادھر "عورتیں" ہیں، وہ بھی علاقہ مصر کی جو آداب عشق و محبت سے پوری طرح واقف تھیں اور اس قسم کی مجالس

حسن و عشق کو منعقد کرتی رہی تھیں ادھر "مرد" ہیں وہ بھی علاقہ عرب کے جو درد محبت سے قطعی بیگانہ تھے۔ خون آشام تلواروں کے سائے میں پل کر جوان ہوئے۔ جن کی ساری عمر کشت و خون سے عبارت تھی' جب محبوب خدا کے نام پاک کا فیضان شامل حال ہوا تو سرفروشی کے طریقے سیکھ گئے۔

گویا اعلیٰ حضرت بریلوی نے ایک شعر میں صنعت تضاد کی پانچ وجوہات ظاہری اور ایک وجہ باطنی (کل چھ وجوہات) سمو کر نہ صرف نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھوتے رنگ میں بیان کیا ہے بلکہ اردو ادب پر بھی ایک احسان فرمایا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شعر لکھنے کے لئے انسان کا شاعر ہونا کافی نہیں' بارگاہ رسالت سے مضبوط رابطے کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا یہی مضبوط رابطہ آسمان عشق پر کہکشاں بن کر جگمگاتا رہے گا۔ مجھے عرض کرنے کی اجازت دیں۔

سونا پڑا تھا صحن گلستان زندگی
غنچے روش روش پہ کھلا کر چلے گئے

## "بقائے روح"

○

اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے موت بدن کے لئے ہے روح کے لئے نہیں انما خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہو امام جلاالدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے ان کے سامنے موت روح کا ذکر فرمایا سبحن اللہ ھذا قول اھل البدعتہ سبحن اللہ یہ بد مذہبوں کا قول ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کل نفس ذائقتہ الموت ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے موت جب تک واقع نہیں معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مرجائے تو موت کا مزہ کون چکھے یوہیں اہلسنّت و جماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنے والوں کو دیکھتا اور اس کا کلام سنتا ہے موت کے بعد سمع بصر علم ادراک سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہوجاتے ہیں کہ یہ صفتیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اس قید سے آزاد ہے۔

(فتاوی رضویہ' جلد نہم' صفحہ ۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ
وَصَلَاتُہٗ دَوَامًا عَلٰی

بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ
خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ المُتوحِّدِ بِجَلالِہِ المُتفرِّدِ

وَصَلاتِہٖ دَواماً عَلیٰ خَیرِ الأنامِ مُحمّدٍ ﷺ

*With*
*Compliments*
*from*

# DEWAN MUSHTAQ GROUP

- DEWAN TEXTILE MILLS LIMITED.
- DEWAN MUSHTAQ TEXTILE MILLS LIMITED.
- DEWAN KHALID TEXTILE MILLS LIMITED.
- DEWAN SUGAR MILLS LIMITED.
- DEWAN SALMAN FIBRE LIMITED.

DEWAN CENTRE,
3-A LALAZAR, BEACH HOTEL ROAD,
KARACHI - 74000.
PHONE: 551098 - 99
FAX: (021) 551241
TELEX: 2635 DEWAN PK.

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں
تصویر کھینچے اُن کو گوارا ہی نہیں

معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے
کھینچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

# *With Best Compliments*
# *from*

# قصیدہ معراجیہ اور حرف روی

از ـــــ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی

(لکچرار طبیہ کالج دہلی یونیورسٹی، دہلی)

جناب اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی نے اپنے مقالہ میں "حدائق بخشش" کا علمی و فنی جائزہ لیا ہے اور اس کے محاسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ایک مقام پر ان سے زبردست غلطی ہو گئی ہے۔ یہی غلطی اس مضمون کی محرک ہے۔

موصوف رقم طراز ہیں:۔

"حرف روی قافیہ کا وہ آخری حرف ہے جو بار بار آتا ہے اسی پر قافیہ کی بنیاد ہوتی ہے وہ قافیہ کا حرف اصلی ہوتا ہے۔ اضافی نہیں ہوتا۔ جیسے چمن، سخن، سمن وغیرہ میں نون حروف روی ہے اور ان قوافی کا اصلی حروف ہے اضافی نہیں ہے۔

"چند سطور بعد" ان مثالوں سے واضح ہو گیا ہے کہ اگر اضافی حرف کو ہٹا دیں تو قوافی کا حرف روی ایک ہی ہونا چاہئے۔ حرف روی مختلف ہو جائیں تو وہ الفاظ ہم قافیہ نہ رہے۔ لٰہذا ایطا کا نقص پیدا ہو گیا۔

مولانا کے اس قصیدے میں اکثر قوافی کے آخر میں یائے مجہول اضافی ہے اسے ہٹائیں تو حرف روی مختلف نظر آتے ہیں۔ لٰہذا قوافی میں ایطا کا نقص ہے اسی لئے مولانا نے قصیدے کے آخری مصرع میں یہ اشارہ دیا ہے کہ:

○ روی تھی یا، کیسے قافئے تھے

(کلام رضا ص ۱۷)

میں قارئین مضمون پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قصیدہ میں ایطا کا شائبہ تک نہیں ہے اس کے علی الرغم قصیدہ میں فن عروض اور علم القوافی کی نزاکتوں کی اس قدر رعایت کی گئی ہے جو اساتذہ فن کے کلام میں خال خال پائی جاتی ہے۔ بے شبہ حرف روی قافیہ کا مدارع ہوتا ہے اور یہ اصلی حرف ہوتا ہے لیکن حقیقۃ الامر یہ ہے کہ:

"الف" مطلع کے دونوں قوافی میں سے کسی ایک قافیہ میں حرف روی اصلی ہو تو قافیہ کا تحقق ہو جاتا ہے نیز "ب" ایطا کا نقص صرف مطلع میں ہوا کرتا ہے۔

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ:

حرف روی کی تین صورتیں ممکن ہیں۔

۱ـــ مطلع کے ہر دو قافیہ میں حرف روی اصلی ہو جیسے جفا، وفا یہاں الف روی اصلی ہے یعنی کلمہ کا جز ہے اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو لفظ بے معنی رہ جاتا ہے یا جیسے خطا، صدا یہاں بھی الف روی اصلی ہے اگر الف ہٹا دینے کے بعد لفظ بے معنی نہیں رہ جاتا لیکن خطا اور صدا کے معنی میں نہیں رہ جاتا۔

۲ـــ ہر دو قافیہ میں سے ایک کا حرف روی اصلی ہو دوسرے کا اضافی جیسے زندگی، دشمنی یہاں پہلی ی اصلی ہے اور دوسری اضافی۔

۳ـــ ہر دو قافیہ میں حرف روی اضافی ہو جیسے کہا، سنا۔

اصلی کا ہونا بھی صحت قافیہ کے لئے کافی ہے۔ بعض ماہرین علم القوافی نے یہ سفارش کی ہے کہ اگر مطلع میں روی اصلی کا التزام کیا جائے تو بہتر یہ ہے کہ باقی اشعار میں بھی اس کا لحاظ رکھا جائے اور اگر باقی اشعار میں روی اصلی اور روی اضافی مخلوط ہوں تو احسن طریقہ یہ ہے کہ مطلع میں روی اصلی و روی اضافی کا تناظر عمل میں لایا جائے۔ امام احمد رضا کے کمال فن کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب انہیں اس قصیدہ میں اصلی اور اضافی دونوں طرح کی روی کا استعمال کرنا ہوا تو پہلے نے مطلع کے ذریعہ اس کا اعلان کر دیا۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے۔۔ روی اضافی

نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے۔۔ روی اصلی

اس قصیدہ کے آخری مصرع سے غلطی سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا گیا ہے کہ خود امام احمد رضا فاضل بریلوی کو اس امر کا احساس تھا کہ قصیدے کی روی اور قافئے میں کوئی نہ کوئی اشکال ضرور موجود ہے جیسا کہ نظیر صاحب کی عبارت سے ظاہر ہے حالانکہ اگر ادنیٰ تامل سے کام لیا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے کہ مداح رسول کا اصل مدعا "ثنائے سرکار اور تمنائے قبولیت" ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جذبہ ایمانی کے سامنے روی اور قافیہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پورا شعر یہ ہے۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواروی تھی کیا کیسے قافئے تھے

بلکہ اس شعر میں: "قافئے" کو جس خوبصورتی کے ساتھ قافئے کے قالب میں ڈھالا گیا ہے یہ شاعر کے کمال فن اور قدرت سخن پر دلالت کرتا ہے۔

آخر میں یہ بندۂ آثم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حضور میں ایک رباعی کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

اے صاحب عز و جاہ اعلیٰ حضرت
اے علم وہنر پناہ اعلیٰ حضرت
باندی ہے روی تیری قوافی ہیں غلام
اے ملک سخن کے شاہ اعلیٰ حضرت

ایطا کا نقص صرف مطلع میں واقع ہوتا ہے' یہی قول راجح ہے اگرچہ شیخ امام بخش صہبائی کے ایطا کے بیان میں صاحب مجمع الصنائع کی عبارات نقل کر کے لکھتا ہے کہ "واز ینجا مفہوم می شود کہ آج مخصوص بمطلع ست و بس و ایں غریب ست" لیکن حق یہ ہے کہ: ایں قول صہبائی خود بہ غایت غریب ست۔

لغات نویس بھی فنون کی اصطلاحات کی تعریف کرتے ہیں اگر نعت نویسوں نے ایطا کو مطلع کا عیب قرار دے کر مثالیں لکھ ماری ہیں جس سے عمومیت پیدا ہو گئی ہے اور غلط فہمی کا دروازہ کھل گیا ہے۔

مہذب اللغاب کا شیعی مؤلف جہاں مذہب امامیہ کے افراد یا مقامات کا بیان کرتا ہے وہاں کالم کا کام سیاہ کرتا جاتا ہے لیکن اس کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ ایطا کے سلسلے میں واضح اور غیر مبہم الفاظ کا استعمال روا رکھتا۔

مہذب اللغات کا ذکر یوں کر دیا گیا کہ دو سال پہلے منصور نگر لکھنؤ میں ایک ملاقات کے دوران میں نے مہذب لکھنوی سے استفسار کیا تھا کہ ایطا کا تعلق مطلع کے قوافی سے ہے عام قوافی سے ہے؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ اس کا جواب ٹال گئے اور جھوائی ٹولہ کے اطبا' کرام کے واقعات اور ان کے مطبوں کے حالات پر تبصرہ کرنے لگے۔

مولوی ابرار حسنی گنوری کثیرالتلامذہ شاعر بھی تھے اور فن شاعری کے مختلف گوشوں پر ان کی نگاہ بھی تھی وہ اپنی کتاب

مذکورہ بالا صورتوں میں سے نمبرا میں قافیہ کا تحقق جانبین سے ہے نمبر ۲ میں ایک روی اصلی قافیہ کی بنیاد پر قائم کئے ہوئے ہے اور نمبر ۳ میں سرے سے روی کا تحقق ہی نہ ہو سکا۔ اور اگر کہا سنا کی جگہ رہا کہا کر دیا جائے تو الف ہٹا دینے کے بعد رہ کہہ رہ جاتا ہے جو بامعنی بھی ہیں اور ہم قافیہ بھی اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو حرف گرایا گیا ہے وہ حرف روی تھا ہی نہیں ورنہ کلمہ کی موجودہ ساخت اپنے اصل معنی میں موضوع نہ رہ جاتی۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رہا کہا میں حرف روی ہ ہے اور الف نے افادۂ وصل کر کے حرف روی کو متحرک کر دیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ حرف روی کے لئے قافیہ کا آخری حرف ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ موصوف کی عبارت سے ظاہر ہے۔ اس کی مزید تصریح یہ ہے کہ حروف قافیہ تعداد میں "۹" ہیں چار حروف رِدف۔ قید۔ تاسیس اور دخیل روی سے پہلے ہوتے ہیں اور چار حروف وصل۔ خروج۔ مزید۔ نائرہ روی کے بعد ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میں مثنوی سحرالبیان کے درج ذیل اشعار پر غور کیجئے۔

خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا
اسی نور حق کے رہا زیرپا

یہ کیا دخل آواز دے جو گدا
چٹک کی کلی کی نہ ہووے صدا

چرندوں کا دل اس طرف ہے لگا
پرندوں کو رہتی ہے اس کی ہوا

یہ دل چسپ بازار تھا چوک کا
کہ ٹھہرے جہاں پر وہیں دل لگا

سبھوں نے لیا پتلیوں پر اٹھا
زمیں پر نہ سایہ کو گرنے دیا

مذکورہ بالا مثالوں میں نمبرا کے دونوں شعروں میں جدا، پا، گدا اور صدا کی روی اصلی ہے اور نمبر ۲ میں لگا "دونوں جگہ" کی روی اضافی مگر ہوا اور کا کی روی اصلی ہے ان دونوں صورتوں میں روی کا تحقق ہوتا ہے البتہ نمبر ۳ میں اٹھا اور دیا میں روی کا تحقق نہ ہو سکا کیونکہ اس شعر کے دونوں قافیوں میں روی اضافی ہے۔ اسی تیسری قسم سے ایطا کا نقص پیدا ہوتا ہے۔ ایطا کا یہ عیب دیگر اساتذہ کے کلام میں بھی دیکھا گیا ہے۔

ناسخ لکھنوی

جب وادی وحشت میں گزر میرا ہوا ہے
ہر ایک بگولا پئے تعظیم اٹھا ہے

غالب دہلوی

نکتہ چیں ہے غم دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے جہاں بات بنائے نہ بنے

لیکن محترم مقالہ نگار نے ذوق دہلوی کے جن شعروں پر "روی اضافی ہونے کے سبب" ایطا کا فتویٰ صادر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایطا مطلع میں واقع ہوتا ہے اور ذوق کا درج ذیل مطلع بے غبار ہے۔

دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو
آئے ہے جز میں نظر کل کا تماشا ہم کو

ہم وہ مجنوں ہیں کہ دل اپنا ہے صحرا ہم کو
اور جوں خیمہ لیلی ہے سویدا ہم کو

تصریحات بالا سے یہ واضح ہو گیا کہ مطلع میں ایک روی "میری اصلاحیں حصہ دوم" میں لکھتے ہیں "ایطا مطلع میں ہی واقع ہوتا ہے صفحہ ۸۷"
نیز خاتم العروض علامہ سحر عاشق آبادی کے جانشین علامہ زار علامی کلید عروض میں رقم طراز ہیں "اگر مطلع کے دونوں مصرعوں میں ایک ہی قافیہ ایک ہی معنی میں آئے تو ایطا ہے صفحہ نمبر ۲۰۱
ایطا کے باب میں اختلاف ضرور ہے لیکن قول راجح یہی ہے اردو شاعری میں ایطا کا تصور مطلع سے ہٹ کر نہیں ہے۔

## "محفل میلاد میں حضور ﷺ کی جلوہ گری"

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تنویر میں فرماتے ہیں۔ مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ انھوں نے بارہا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف و جلسہ ختم قرآن عظیم و بعض احادیث میں مشاہدہ کیا نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زرقانی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان و زمین کی سلطنت الٰہی میں تصرف فرمانے کے لئے اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لے جائیں۔ ابن حجر مکی فتاوی کبریٰ باب الجنائز میں فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے حضور عین نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے امام اجل عبداللہ بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وقفا اور امام احمد مسند اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رفعا راوی۔ جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے ہم نے اپنے رسالہ اتیان الارواح لدیار ہم بعد الرواح میں اس پر بہت روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا یا بایں معنی نہیں کہ نہ تھے اور تشریف لائے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملا علی علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں لان روح النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں

(فتاوی رضویہ، جلد نہم، صفحہ ۴۸)

ایک روائتی خوشبو
دورِ جدید کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ
شہزادی
صندلین
اگربتّی
بنارس ٹوبیکو کمپنی
پوسٹ بکس نمبر ۱۰۶۷۰ کراچی ۱۶
فون : ۶۱۲۶۲۲
marksman

اے اللہ، ہمارے ملک کو امن کا
گہوارہ بنا دے

۲۰ء

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
PSO
پاکستان اسٹیٹ آئل
PARAGON/A

## امام احمد رضا کی طبی بصیرت

حکیم محمد سعید دہلوی

مولانا کی شخصیت بہت جامع تھی، وہ اپنے تفقہ اور علم و اطلاع کی وسعت کے اعتبار سے علمائے متاخرین میں اپنا ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے اکثر علمی اور دینی موضوعات پر اہم اور قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن جو تحریریں ان کی شخصیت کی مکمل ترجمانی اور آئینہ داری کرتی ہیں وہ ان کے فتاویٰ ہیں کہ جو متعدد مبسوط اور ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لیے نہیں ہے کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزئیات کے مجموعے ہیں بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہا میں نظر آتی ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ قرآنی نصوص اور سنن نبویہ کی تشریح و تعبیر اور ان سے احکام کے استنباط کے لئے قدیم فقہا جملہ علوم و وسائل سے کام لیتے تھے، اور یہ خصوصیت مولانا کے فتاویٰ میں موجود ہے آج بھی افتاء اور احکام کی تشریح کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ اسی اصل تحقیق کو اپنے پیش نظر رکھیں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کتاب و سنت نے جس نظام حیات کی طرف ہماری رہبری کی ہے اور جو ضابطہ ہمیں عطا کیا ہے وہ مکمل اور دائمی ہے۔ اس کے دوام اور اس کی ہمہ گیری کا تقاضا یہ ہے کہ فقہا کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دینے سے پہلے ایک ایک لفظ کی تحقیق اس طرح کرلیں کہ اس کا مدلول واضح ہوجائے اور کسی عہد میں تشنگی کا احساس نہ ہو۔ ایسی تحقیق کے لئے ہمیں طبی اور سائنسی علوم کا بھی مطالعہ کرنا ہوگا ورنہ احکام کی وسعت اور دین کی حکمت کا اندازہ دشوار ہوگا۔

قرآن پاک میں تیمم کے لئے "سعید" کا لفظ وارد ہوا ہے جسے مٹی کہتے ہیں مگر مٹی اور جنس ارض کا اطلاق جن جن چیزوں پر ہوتا ہے ان کا تعین علمائے طبیعیات وطب کو نظر انداز کر کے نہیں کیا جاسکتا۔

فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لئے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس لئے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے **مثلاً** "کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین وطب کے باہمی تعلق کی بھی بہ خوبی وضاحت ہوجاتی ہے۔

مولانا نے مٹی اور جنس ارض نیز احجار کی تحقیق کے سلسلے میں صرف متقدمین کی تصریحات پر تکیہ نہیں کیا بلکہ از روئے دیانت علمی احجار و معدنیات اور طب و کیمیا کے مستند علماء کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جو تحقیق کا صحیح انداز ہوسکتا تھا۔ اس لئے کہ کسی شے کی حقیقت و ماہیت ہمیں اس کے ماہرین ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک چیز عرف عام میں یا اپنی ظاہری صورت میں پتھر معلوم ہوتی ہو، لیکن اس کی یہ خصوصیت اس کے ماہرین ہی بتاسکتے ہیں اور جب تک ان کا حوالہ نہ دیا جائے اس سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ ہمیشہ محل نظر ہوگا۔ فاضل بریلوی ماہرین فن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ **مثلاً** "کہربا جو بظاہر پتھر معلوم ہوتا ہے، مولانا نے اس کی ماہیت ابن سینا اور القامفتی جیسے محققین طب سے معلوم کی۔ اس کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ یہ پتھر نہیں ہے اس سے تیمم درست نہیں۔ سنگ بصری کے سلسلے میں بھی انہوں نے اسی طرز تحقیق سے کام لیا اور رازی کے حوالے سے یہ بتایا کہ یہ پتھر نہیں سیسے کا دھواں ہے، اس سے تیمم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح ابرک چونکہ معدنیات سے ہے اس لئے اس کی ماہیت بھی متعدد اکابر علمائے طب سے معلوم کی اور ان میں دیسقوریدوس، داؤد، انطاکی، رازی، ابن البیطار اور صاحب مخزن جیسے محققین طب ہیں ان کی کتابوں کے مکمل حوالے ہیں اور ابرک کی حقیقت و ماہیت کے ساتھ ان کی اقسام پر مکمل بحث ہے اسی طرح ان کے فتاویٰ میں وسعت اور گہرائی کے ساتھ دینی و دینوی علوم کا حسن امتزاج ملتا ہے۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک محقق کے لئے یہ بات

کہاں تک درست ہوسکتی ہے کہ وہ علمائے طب کی تصریحات پر آنکھ بند کرکے انحصار کرلے تو میں یہ عرض کروں گا۔ یقیناً "یہ بات اصول تحقیق کے خلاف ہے' لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ مولانا اس نکتے سے واقف ہیں اس لئے اطبائے کرام کی تصریحات کا مطالعہ بھی وہ انتقادی نظر سے کرتے ہیں۔ ارسطو نے زجاج کو پتھر کہا اب مولانا کا تعقب ملاحظہ کیجئے۔

"ارسطو زجاج بلور میں فرق نہیں کرسکا اس لئے وہ بلور کو بھی زجاج ہی کہتا رہا حالانکہ ان میں سے ایک معدنی ہے' ایک مصنوعی اور ان دونوں کی ماہیت میں فرق ہے۔"

پھر ابن البیطار اور مخزن کے حوالے پیش کئے ہیں۔

ایک مثال اور ملاحظہ فرمالیجئے: فقہ کی تمام کتابوں میں جن پتھروں سے تیمم کو جائز کہا گیا ہے ان میں ایک نام البلخش بھی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں:

"کتب لغت حتیٰ کہ قاموس محیط میں اس لفظ کا پتا نہیں۔ نہ تاج العروس نے اس سے استدراک کیا نہ جامع ابن بیطار نہ داؤد انطاکی' وتحفہ ومخزن میں اس کا ذکر۔ عجب یہ کہ کتاب معرب میں بھی اس سے غفلت کی۔ مگر انوارالاسرار میں اس کا تذکرہ آیا (ترجمہ) بلخش ایک پتھر ہے جو اطراف مشرق میں سونے کی کان میں ہوتا ہے اس کا رنگ یاقوت احمر کا ہوتا ہے' اور یہ یاقوت سے زیادہ شفاف ہوتا ہے۔ یہ تعریف لعل پر صادق آئی ہے مگر سونے کی کان میں پیدا ہونا ظاہرا" اس کے خلاف ہے"

مولانا کی طبی بصیرت اور ان کی دقت نظر کا اندازہ مرجاں کی تحقیق سے بھی ہوتا ہے مرجاں کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دس مستند فقہی کتابوں میں تو اس سے تیمم کے جواز کی صراحت ملتی ہے مگر فتح اور درمختار میں اس سے تیمم کی ممانعت آئی ہے۔

مولانا نے یہ محسوس کیا کہ آخرالذکر فقہا نے مرجاں کی حقیقت و ماہیت دریافت کرنے کی کوشش نہیں فرمائی اور ان ماخذ کی طرف رجوع نہیں کیا جن سے مرجاں کے بارے میں مستند معلومات حاصل ہوسکیں فقہا بڑی حد تک لغتوں میں الجھ گئے اور نزاع لفظی کے شکار ہوگئے اگر مرجاں کی ماہیت کے لئے کتب طبیہ کی طرف رجوع کیا جاتا تو جواز اور عدم جواز کی متنازعہ صورت حال واقع نہیں ہوتی۔ مولانا نے مرجاں سے جواز تیمم کا فتویٰ دیا اور اس کی ماہیت پر طبی کتابوں کی مدد سے مبسوط روشنی ڈالی۔

سب سے پہلے مخزن کے حوالے سے لکھا ہے کہ

مرجاں ایک جسم حجری ہے جو شاخ درخت سے مشابہ ہوتا ہے پھر تحفہ کے حوالے سے لکھا کہ مرجان بسد کو کہتے ہیں اور وہ ایک پتھر ہے جو نباتی قوت کے ساتھ دریا کی گہرائی میں پیدا ہوتا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزی مرجاں کو عالم نبات اور عالم جمادات کی درمیانی چیز تصور کرتے ہیں داؤد انطاکی کا خیال بھی یہی ہے کہ وہ نباتی اور حجری اشیاء کی درمیانی چیز ہے۔

مولانا نے اطباء کے ان اقوال میں تطبیق کی ایک اچھی صورت نکالی ہے فرماتے ہیں

جس طرح کھجور کو کہنا کہ وہ عالم نبات اور عالم حیوانات میں متوسط ہے نر و مادہ ہوتی ہے اور مادہ جانب نر میل کرتی ہوئی دیکھی جاتی ہے' تلقیح سے باردر ہوتی ہے اور اسے نبات سے خارج اور حیوانات میں داخل نہیں کرتا' اسی طرح مرجاں کو نباتات سے مشابہت کے باوجود اسے احجار سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

اس استدلال کے بعد واضح انداز میں مولانا نے لکھا ہے کہ اصحاب احجار نے اس کے حجر ہونے کی تصریح کردی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے حجر شجری کہا' شجر حجری کسی نے نہیں کہا۔ مفردات ابن ابیطار میں بہ حوالہ ارسطو منقول ہے۔

بسذ و مرجاں ایک ہی پتھر ہیں' فرق یہ ہے کہ مرجاں اصل ہے' اور بسذ فرع۔

ان تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اکثر فقہائے کرام نے مرجاں کی ماہیت کا تعین نہیں کیا اسی لئے اختلاف ہوا' مولانا نے اب حجت قاطعہ پیش کردی ہے' اور طبی کتابوں کی مدد سے اس کی ماہیت کا تعین کردیا ہے' جسے ہم تحقیق کی جدید تکنیک کہہ سکتے ہیں۔

فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جزئیے یا مسئلے کا جائزہ مولانا نے سرسری طور پر نہیں لیا اور تقلیدی طور پر اس

کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا' بلکہ اس کی پوری پوری تحقیق کی مثلاً"

فقہا مقبرے کی مٹی سے تیمم کو جائز سمجھتے ہیں' بہ شرطیکہ اس میں کسی قسم کی نجاست نہ ہو' مولانا کا ذہن فوراً "گل مختوم کی طرف گیا' جو اصلاً" تو مٹی ہے لیکن اس کے بارے میں عجیب و غریب روایات مشہور ہیں' اگر ان کا یقین کرلیا جائے تو پھر اس مٹی سے یا اس کے ڈھیلوں سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر گل مختوم ہے کیا؟ اور اس کے بارے میں کون سی عجیب و غریب روایات مشہور ہیں۔

چونکہ اطباء گل مختوم کو دواء "استعمال کراتے ہیں' اور طبی کتابوں میں اس کی متعدد دوائی خاصیتوں کا بھی ذکر ملتا ہے' اس لئے مولانا نے طب کی امہات کتب سے اس کی ماہیت معلوم کی' تاکہ اس مٹی سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی فقہی رائے دی جاسکے۔ گل مختوم کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں' اگرچہ حوالہ مذکور نہیں ہے مگر خزانتہ الادویہ میں ہے۔

"بحر مغرب میں ایک جزیرہ لیمون ہے' وہاں ایک معبد ہے جس کی مجاور عورت ہوتی ہے۔

بیرون شہر ایک ٹیلہ ہے جس کی مٹی متبرک خیال کی جاتی ہے وہ عورت تعظیم کے ساتھ اس کو لاتی اور گوندھ کر اس کی ٹکیاں بناکر ان پر مہر لگاتی دیقوریدوس وغیرہ نے زعم کیا کہ اس میں بکری کا خون ملتا ہے جالینوس کہتا ہے کہ میں انطاکیہ سے دو ہزار میل سفر کرکے اس جزیرے میں پہنچا میرے سامنے اس عورت نے وہاں سے ایک گاڑی مٹی لی اور ٹکیاں بنائیں اور خون کا کچھ لگاؤ نہ تھا۔ میں نے وہاں کے مودّب لوگوں اور علماء کے صحبت یافتوں سے پوچھا کہ پہلے کسی زمانے میں اس میں خون ملایا جاتا تھا جس نے یہ سوال سنا مجھ پر ہنسنے لگا۔"

مولانا پر تو اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اس میں خون نہیں ملایا جاتا اور یہ خالصتاً "مٹی ہے' لہٰذا تیمم کے عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مطالعہ کے دوران انہیں خود اطباء کے اقوال میں خلط آرا کا ایک دلچسپ تماشا نظر آیا' جس کی تنقیح انہوں نے ضروری سمجھی بلاشبہ یہ غلطی داؤد انطاکی سے سرزد ہوئی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ انطاکی نے مظنتہ عامہ بیان کیا ہے یا پھر تحقیق سے پہلے کی یہ رائے ہے بہرحال مولانا لکھتے ہیں:

"حیرت ہے کہ انطاکی نے اپنی کتاب التذکرہ میں گل مختوم کے اندر خون ملانے کے وہم کو جالینوس کی طرف منسوب کردیا ہے اور تنکابنی نے اپنی کتاب تحفہ میں دیسقوایدوس کی طرف اس کا انتساب کیا جب کہ جالینوس ہی وہ شخص ہے جس نے ذاتی طور پر گل مختوم کی حقیقت معلوم کی اور اس کا عینی مشاہدہ کیا۔"

قرائن یہ کہتے ہیں کہ دیسقوایدوس نے گل مختوم کے بارے میں عام معتقدات کی طرف اشارہ کیا ہوگا او جالینوس نے اسی کا خیال نقل کردیا ہوگا اس لئے انطاکی نے اسی کی جانب منسوب کردیا اگر جالینوس کو اس کا یقین ہوتا تو وہ جزیرہ مغرب کا سفر کرنے کی صعوبت کیوں اٹھاتا۔

یہ باتیں تو جملہ معترضہ کے طور پر آگئی تھیں جہاں تک مولانا کا تعلق ہے ان کے مطالعہ کی وسعت اور ان کی طبی بصیرت مسلم ہے' تحقیق میں سنجیدگی اور دیانت کی جو مثال انہوں نے قائم کی ہے وہ محققین کے لئے سبق آموز ہے اور سب سے بڑا نقطہ جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ فقہ اور طب کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے اور کوئی شخص اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوسکتا جب تک اسے طبی علوم پر دسترس نہ ہو' مولانا کے اکثر فتاویٰ سے طبی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔

علم الاحجار والمعادن طب کا ایک اہم شعبہ ہے معدنیات کی تکوینی حقیقت کا علم وقت نظر کا متقاضی ہے وہ صرف احجار کے اسماء تک محدود نہیں ہے بلکہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک بحر بیکراں ہے مولانا کی طبی بصیرت کا ایک اہم ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے عام فقہا کی طرح صرف معدنی احجار کا ذکر نہیں کیا بلکہ اپنی اس اہم تحقیق سے بیان کا آغاز کیا کہ "جملہ معدنیات کا تکون گندھک اور پارے کے امتزاج سے ہے۔ کبریت تو ہے کہ گرم ہے اور پلیو مادہ۔" کیمسٹری کے علماء شاید انکار نہ کرسکیں کہ جدید علم الکیمیا کا نظریہ بھی یہی ہے اور معدنیات کی تخلیق فطری کیمیائی عمل ہی سے ہوتی ہے۔

تیمم ہی کے ضمن میں رماد یعنی راکھ کی بحث بھی آگئی ہے

جس میں مولانا نے جامع الرموز وغیرہ کے حوالے سے کشتہ سازی کے بھی سارے نکات بیان کردیئے ہیں۔

مولانا کی اس طبی بصیرت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فقہا نے جو قابل تیمم اشیاء بتائی تھیں ان پر انہوں نے ۱۰۷ چیزوں کا اضافہ کیا۔

آج فقہا طبی اور سائنسی علوم سے بیگانگی کی وجہ سے بیشتر تمدنی مسائل میں عصری علوم کے حوالے سے احکام شریعت کی تشریح و تعبیر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت سے محروم ہیں' اور یہ ایک زبردست المیہ ہے غالباً" اسلاف کی زندگیاں ان کے سامنے نہیں ہیں۔

## "عقائد اور تقلید"

○

جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب' سنت' اجماع' قیاس عقائد میں چار اصول ہیں کتاب' سنت' سواد اعظم' عقل صحیح تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل۔ محض تقلیدا اہلسنت ہی سوا و اعظم اسلام ہیں تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے لہٰذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سوا و اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد و جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علی و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی لہٰذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ' جلد نہم' ص۔ ۲۲)
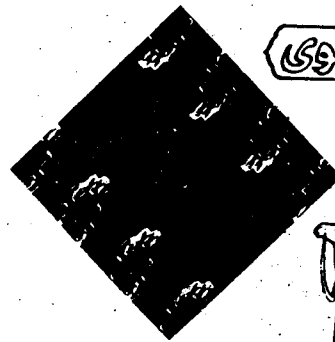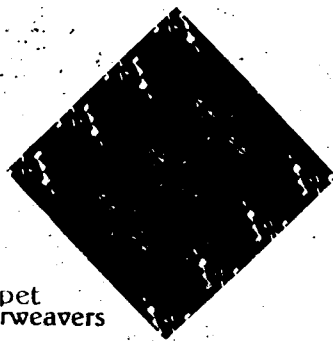
# مبارک ہو

منجانب

محمد اقبال جان محمد قصباتی قادری
محمد امین جان محمد قصباتی قادری
محمد یوسف جان محمد قصباتی قادری
محمد فاروق جان محمد قصباتی قادری
ابوطالب جان محمد قصباتی قادری
محمد زبیر جان محمد قصباتی قادری
محمد الطاف جان محمد قصباتی قادری
عبدالمجید عبدالستار
محمد منان محمد یوسف
اباعمر عبداللطیف قصباتی قادری
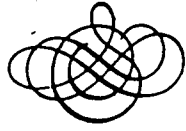
# جہاں نما

(ادارہ)

**امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ (گولڈ میڈل)**

ادارہ کے زیر نگرانی دنیا بھر کی جامعات میں ریسرچ اسکالرز حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کے مقالے لکھ رہے ہیں ان فاضلان میں جو بھی اپنا مقالہ مکمل کر کے Ph. D کی ڈگری حاصل کرتا جاتا ہے ادارہ اسے "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ" (گولڈ میڈل) پیش کرتا ہے ـــــ امسال ان شخصیات کو یہ ایوارڈ دیا جارہا ہے

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی

عنوان مقالہ ـــ

"حضرت احمد رضا بریلوی جا حالات افکار ۽ اصلاحی کارناما"

زیر نگرانی ـــ

پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری (شعبہ عربی، سندھ یونیورسٹی جامشورو)

(یہ مقالہ سندھی زبان میں سندھ یونیورسٹی جامشورو میں پیش کیا گیا)

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

عنوان مقالہ ـــ

"کنزالایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ"

زیر نگرانی ـــ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(سابق ایڈیشنل سکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ)

(یہ مقالہ جامعہ کراچی میں پیش کیا گیا)

**امام احمد رضا پر تحقیقی کام کی رفتار**

اب تک درج ذیل فضلاء امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں

۱ـــ ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی (پٹنہ یونیورسٹی، بھارت)

۲ـــ ڈاکٹر مجید اللہ قادری (کراچی یونیورسٹی، پاکستان)

۳ـــ ڈاکٹر حافظ عبد الباری (سندھ یونیورسٹی، جامشورو حیدر آباد، پاکستان)

۴ـــ ڈاکٹر اوشا سانیال (کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ)

۵ـــ ڈاکٹر طیب علی رضا مصباحی (بنارس ہندو یونیورسٹی، بھارت)

۶ـــ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (روہیلکھنڈ یونیورسٹی، بھارت)

۷ـــ ڈاکٹر سراج احمد بستوی (کانپور یونیورسٹی، بھارت)

۸ـــ ڈاکٹر غلام یحییٰ مصباحی (بنارس یونیورسٹی، بھارت)

مندرجہ ذیل حضرات امام احمد رضا پر ایم فل کر چکے ہیں۔

۱ـــ آنسہ آر۔ بی مظہری (سندھ یونیورسٹی" حیدر آباد سندھ)

۲ـــ پروفیسر محمد صدیق اکبر (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

۳۔ پروفیسر بشیر احمد قادری (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
۴۔ مولانا غلام مصطفےٰ (مرحوم) (بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان)
۵۔ پروفیسر محمود حسین بریلوی (مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)
۶۔ پروفیسر حافظ سمیع الدین (عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد دکن)
۷۔ محمد عبد العلیم رضوی (اہلیہ دیوی یونیورسٹی، اندور)

○

## مندرجہ ذیل حضرات نے ایم۔اے، اور ایم۔ایڈ کا پرچہ امام احمد رضا پر دیا۔

۱۔ حافظ محمد سلیم (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
۲۔ سید شاھد علی نورانی (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

○

## مندرجہ ذیل فضلاء امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

۱۔ پروفیسر محمد اسحاق مدنی (کراچی یونیورسٹی، کراچی)
۲۔ محمد عاشق چغتائی (کراچی یونیورسٹی، کراچی
۳۔ پروفیسر سید رئیس احمد (کراچی یونیورسٹی کراچی)
۴۔ آنسہ تنظیم الفردوس (سندھ یونیورسٹی، جامشورو، سندھ)
۵۔ پروفیسر حافظ محمد رفیق (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
۶۔ سید شاہد علی نورانی (پنجاب یونیورسٹی، لاہور)
۷۔ پروفیسر شاہد اختر جیبی (کلکتہ یونیورسٹی، کلکتہ
۸۔ سید عارف علی (بمبئی یونیورسٹی، بمبئی)
۹۔ انصاری عبد الرشید (پونا یونیورسٹی، مہاراشٹر)
۱۰۔ مختار احمد بھیڑوی (روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی)
۱۱۔ الیس ایم خالد الحامدی (جامعہ ملیہ یونیورسٹی، نئی دھلی)
۱۲۔ سید جمیل الدین جمیل (ساگر یونیورسٹی، ساگر)
۱۳۔ سید ابو طاہر (الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد)
۱۴۔ سید ذوالفقار علی (پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ)
۱۵۔ عبد المجتبیٰ رضوی (ہندو یونیورسٹی، بنارس)
۱۶۔ نوشاد عالم حنفی (بہار یونیورسٹی، بہار)
۱۷۔ مولانا جابر مصباحی (گدھ یونیورسٹی، بہار)
۱۸۔ مولانا محمد آفتاب عالم مصباحی (مگدھ یونیورسٹی، بہار)
۱۹۔ مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری (میسور یونیورسٹی، میسور)
۲۰۔ پروفیسر غیاث الدین قریشی (برمنگھم یونیورسٹی، انگلستان)
۲۱۔ پروفیسر محمد انور خان (سندھ یونیورسٹی جامشورو، سندھ)

## ○ علماء و مشائخ اور اسکالرز کی ادارہ میں آمد

مندرجہ ذیل ملکی و غیر ملکی علماء و فضلاء اسکالرز و دانشوروں نے ادارہ کا دورہ کیا اور ادارہ کی لائبریری "گوشہ محققین" کے ذخیرہ کتب و مخطوطات سے استفادہ کیا اور ادارہ کے زیر اہتمام ہونے والے بین الاقوامی تحقیقی و تصنیفی کام کو بے حد سراہا۔

○۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی (مبارک پور بھارت) جامعہ اشرفیہ
○۔ مولانا معصوم رضا خاں پیلی بھیتی (پیلی بھیت، بھارت)
○۔ علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی (مانچسٹر، برطانیہ)
○۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد (اردو یونیورسٹی، علی گڑھ بھارت)
○۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق مدنی، وفاقی گورنمنٹ اردو کالج، کراچی)
○۔ پروفیسر محمد انور خاں (سندھ یونیورسٹی جامشورو، سندھ)
○۔ پروفیسر محمد عاشق چغتائی (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی)
○۔ حاجی محمد الیاس کشمیری (رضا اکیڈمی، انگلینڈ)
○۔ پروفیسر محمد فیاض احمد خاں کاوش (شاہ لطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص)
○۔ شیخ محمد جعفر قادری (جامعہ علیمیہ المرکز الاسلامی، کراچی)
○۔ سید محمد خضر نوشاہی بیت الحکمت، ہمدرد یونیورسٹی، کراچی

## انتقال پر ملال

خیابان رضویت کے مہکتے پھول گذشتہ دنوں شاخ زندگی سے ٹوٹ کر ہمیشہ کے لئے چمن سے جدا ہو گئے۔ اختر ملت علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری مظہری (لاہور) خالق حقیقی سے جا ملے۔۔۔۔۔۔۔اداره کے سرپرست معروف عالم و محقق علامہ شمس الحسن شمس بریلوی کی اہلیہ گذشتہ دنوں کراچی میں انتقال کر گئیں۔۔۔۔۔ ادارہ کے جوائنٹ سیکریٹری السید زاہد سراج القادری کے والد ماجد طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔۔۔۔ پیر سید برکات احمد شاہ (سینیٹر) بھی داغ مفارقت دے گئے۔۔۔۔ ہندوستان میں خانوادہ مجددیہ کے چراغ علامہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی بھی وصال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

## نشر و اشاعت و دیگر

○۔۔ ادارہ کے سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے حضرت امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کا ایک انتخاب ترتیب دیا ہے۔ جو کہ نہایت عمدہ کتابت اور رنگین طباعت کے ساتھ آرٹ پیپر پر سرہند پبلی کیشنز کراچی نے شائع کیا ہے۔۔۔۔

○۔۔ پور بندر، گجرات (بھارت) کے مولانا عبد الستار ہمدانی رضوی نے "حدائق بخشش" کا انتخاب گجراتی زبان میں ترجمہ کر کے بعنوان "کلام رضا" شائع کیا ہے، اس کا ایک نسخہ ادارہ کی لائبریری میں موجود ہے۔(رابطہ : مولانا عبد الستار ہمدانی رضوی، ترد نگینہ مسجد، میمن والا ایس وی پی روڈ، پور بندر گجرات، بھارت)

○۔۔ مفتی محمد خان قادری نے "سلام رضا" کی شرح مکمل کرلی جو کہ "شرح سلام رضا" کے نام سے کتابی صورت میں لاہور سے شائع ہو گئی ہے، (رابطہ، جامعہ رحمانیہ، ۲۰۵ شادمان ٹاؤن لاہور) مفتی صاحب موصوف آج کل "شرح حدائق بخشش" میں مصروف ہیں۔۔۔۔۔۔

○۔۔ شیخ الحدیث علامہ فیض احمد اویسی رضوی نے "حدائق بخشش" کی شرح مکمل کرلی ہے جس کا حصہ اول "الحائق فی شرح الحدائق" کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے، جب کہ دوسرا حصہ زیر طباعت ہے۔ (رابطہ، مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی مسجد، ملتان روڈ، بہاولپور)

○۔۔ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے حضرت امام احمد رضا کی فارسی نعتوں کا انتخاب بعنوان "ارمغان رضا" ترتیب دیا ہے، جس پر بلوچستان کے سابق ناظم تعلیمات ڈاکٹر انعام الحق کوثر اور مدینۃ الحکمت کے سید خضر نوشاہی نے پیش لفظ اور تقدیم لکھی ہیں۔ یہ پوری کتاب فارسی زبان میں ہے، جسے ادارہ کے اشاعتی یونٹ "المختار پبلی کیشنز" نے خوبصورت سرورق کے ساتھ شائع کیا ہے۔۔۔۔

○۔۔پاکستان کے معروف عالم دین و مصنف علامہ عبد الحکیم شرف قادری نے امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۲ء کراچی میں ایک مقالہ بعنوان "تقدیس الوہیت اور امام احمد رضا" پڑھا تھا، "المختار پبلی کیشنز نے اسی نام سے امسال رسالے کی صورت شائع کر دیا ہے۔

○۔۔ ممتاز مصنف و مترجم الحاج محمد معظم علی نے امام احمد رضا کے رسالے "اعتقاد الاحباب" کا نہایت سلیس انگریزی میں ترجمہ مکمل کر لیا ہے جسے امسال ادارہ شائع کر رہا ہے۔۔۔۔

○۔۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے علماء کراچی (سندھ) کے حوالے سے ایک مقالہ تحریر کیا ہے جو کہ امسال معارف رضا کی زینت ہے۔۔۔۔

○۔۔ادارہ نے گذشتہ دنوں "اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان" کو امام احمد رضا کی تقریباً ۱۲۵ کتب و رسائل کا تحفہ پیش کیا، اس موقع پر ایک پروقار "تقریب تفویض کتب" کا اسلام آباد میں اہتمام کیا گیا تھا، اس کی تفصیلات اسی مجلّہ میں

شامل اشاعت ہیں----

○-- ممتاز بین الاقوامی اسکالر پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد نے حضرت امام احمد رضا کے ملفوظات کے حوالے سے ایک تفصیلی مقالہ "اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے ملفوظات" رقم کیا ہے جو کہ معارف رضا ۹۴ء کی زینت ہے----

○--ادارہ کے معتمد دفتر' اقبال احمد اختر القادری نے گذشتہ برس ہونے والے ڈپلومہ' ڈاکٹریٹ آف ای-ایچ-پی" کے سالانہ امتحانات برائے ۹۳/۱۹۹۲ء میں کل پاکستان سطح پر اول پوزیشن حاصل کر لی---- موصوف نے بچوں میں حضرت امام احمد رضا کی شخصیت کو متعارف کرانے کے لئے ایک رسالہ بنام "امن میاں" ترتیب دیا ہے' جسے اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ' نارتھ کراچی نے شائع کر دیا ہے----

○-- صاحبزادہ سید زین العابدین راشدی نے حضرت امام احمد رضا کے حوالے سے درج ذیل دو رسالے سندھی زبان "میں ترتیب دیئے ہیں جسے حیدر آباد کی انجمن پیغام رضا نے شائع کیا ہے----(ا) "فیضان اعلیٰ حضرت" (۲) "قلم جو بادشاہ"

---- انجمن پیغام رضا سندھی زبان میں لٹریچر شائع کر کے اندرون سندھ خوب تقسیم کر رہی ہے اس نے "تمہید ایمان" کا سندھی ترجمہ بھی شائع کیا ہے۔

(رابطہ : انجمن پیغام رضا' میمن چیمبرز' اناج منڈی' حیدر آباد' سندھ)

○--گورنمنٹ کالج سراج الدولہ کراچی کے پروفیسر غلام عباس قادری سکندری نے گذشتہ برس امام احمد رضا کانفرنس کراچی میں کنز الایمان کے سندھی ترجمہ کے حوالے سے سندھی زبان میں مقالہ پیش کیا تھا جو کہ امسال معارف رضا کی زینت ہے----

○--مبلغ اسلام علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی کی سرپرستی میں سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل یورپی ممالک میں امام احمد رضا سے متعلق لٹریچر پھیلانے میں بڑا فعال کردار ادا کر رہی ہے اس نے حال ہی میں ایک رسالہ "Imam Ahmed Raza as a Scientist" شائع کیا ہے۔

○-- حاجی محمد الیاس کشمیری کی نگرانی میں رضا اکیڈمی' انگلینڈ ماشاء اللہ خوب لٹریچر شائع کر رہی ہے جب کہ ایک اردو / انگریزی ماہنامہ "The Islamic Times" کا اجراء بھی جاری ہے جس میں اکثر آرٹیکلز امام احمد رضا کے حوالے سے ہوتے ہیں----

○-- مفتی غلام یسین امجدی اعظمی نے کافی عرصہ قبل "حدائق بخشش" کی شرح "وثائق بخشش" کے نام سے کی تھی جس کا حصہ اول بھی شائع ہوا تھا' اب اس کا حصہ اول و دوئم کراچی کی جمعیت اشاعت اہلسنّت شائع کر کے مفت تقسیم کر رہی ہے (رابطہ جمعیت اشاعت اہلسنّت نور مسجد کاغذی بازار کھارادر کراچی)

○-- چوھدری عبدالمجید (پرنسپل سنٹرل جیل اسٹاف ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ' لاہور) نے کنز الایمان کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو کہ لاہور کی اویس کمپنی شائع کر رہی ہے' قبل ازیں پروفیسر شاہ فریدالحق' ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی اور سید آل رسول حسنین میاں مارہروی بھی کنزالایمان کا انگریزی ترجمہ کر چکے ہیں

○-- پروفیسر شاہ فریدالحق نے صدر الا فاضل کے تفسیری حواشی "خزائن العرفان" کا انگریزی ترجمہ مکمل کر لیا ہے جسے ورلڈ اسلامک مشن کنزالایمان کے انگریزی ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے----

○-- کنزالایمان اور خزائن العرفان کا' مولانا نور الدین نظامی (پرنسپل مدرسہ عالیہ اور نیٹل کالج ' رامپور' بھارت) نے ہندی زبان میں ترجمہ مکمل کر لیا ہے جو کہ زیر طبع ہے---

○--- امام احمد رضا کے حاشیہ " جد الممتار علی رد المختار (للشامی) کی دوسری جلد' رضا اکیڈمی بمبئی' المجمع الاسلامی مبارکپور کے تعاون سے عنقریب شائع کر رہی ہے' اس کی جلد

اول المجمع الاسلامی اور ادارہ ھذا قبل ازیں شائع کر چکے ہیں----

○-- سونک انٹر پرائز کراچی نے امام احمد رضا کے مشہور زمانہ سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" سید فصیح الدین سہروردی کی آواز میں دو آڈیو کیسٹ کی صورت میں ریلیز کیا ہے---

○-- رو ہیلکھنڈ یونیورسٹی ' بریلی (بھارت) نے امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کو ایم - اے ' کے نصاب میں شامل کر لیا ہے اس ضمن میں پروفیسر وسیم بریلوی اور پروفیسر نواب نظام حسین کی کارکردگی قابل تحسین ہے---

○--- ترجمہ قران کنزالایمان کے تمام مشکل الفاظ اور ان کے آسان معنی پر مبنی رسالہ "تسہیل کنزالایمان" لاہور کی مرکزی مجلس امام اعظم نے شائع کر دیا تھا----

○-- چکوال کے سید عابد حسین شاہ کی معرفت ' علامہ یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کی اس تقریظ کا عکس موصول ہوا ہے جو انہوں نے امام احمد رضا کی تصنیف "الدولتہ المکیہ" پر لکھی تھی -- عام افادہ کے لئے اسے امسال کے معارف رضا میں شامل کر لیا گیا ہے----

○-- رضا فاؤنڈیشن لاہور ' فتاویٰ رضویہ کی تخریج کا کام بڑی سرعت سے انجام دے رہی ہے ' اب تک اس کی ۵ جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور مزید پر کام جاری ہے اس کی افادیت و اہمیت کے پیش نظر ہر ایک لائبریری میں اس کا ہونا ضروری ہے (رابطہ ' رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور)

○-- قاری نور الہادی نعیمی (نائب صدر ' تحریک اشاعت القرآن ٹرسٹ ' کراچی) کنز الایمان کا پشتو زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں- اب تک پانچ پارے ہو چکے ہیں- مزید کام جاری ہے----

## 'ایمان کامل کی تعریف'

○

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہوا اسے مسلمان جانیں گے جب کہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو ائمہ و رسول کے محبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے سو اس کا ایمان کامل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطے للہ منع للہ فقد استکمل الایمان- واللہ تعالیٰ اعلم-

(فتاویٰ رضویہ ' جلد نہم ' صفحہ ۴۶)
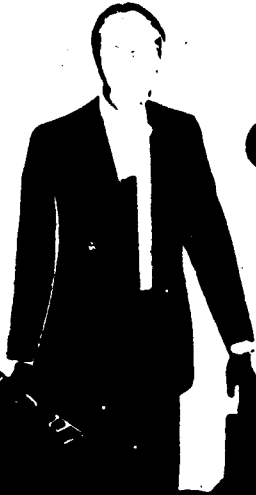
QUALITY CONSCIOUS
EXPORTERS

# رُوداد امام احمد رضا کانفرنس

## مُنعقدہ کراچی ۱۹۹۳ء

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تجدید دین کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنمائی کا بھی بھرپور حق ادا کیا۔ انہوں نے احیاء دین کے ساتھ مسلمانان ہند میں سیاسی شعور بھی پیدا کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی دینی، معاشی اور سیاسی میدان میں بدرجہ احسن رہنمائی کی۔ ان خیالات کا اظہار کراچی یونیورسٹی کراچی کے سابق وائس چانسلر جناب پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد نے امام احمد رضا کانفرنس میں بحیثیت صدر محفل کیا، جو کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی کے زیراہتمام کراچی کے ہوٹل آواری میں منعقد ہوئی۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی ہر سال حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و نظریات اور علمی و ملی کارناموں کے حوالے سے ان کے یوم وصال پر ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کراتا ہے جس میں ملک و بیرون ملک کے معروف دینی، علمی اور ادبی شخصیات، ماہرین قانون، اساتذہ جامعات اور دیگر اہل علم و فن کی کثیر تعداد شرکت کرتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد نے صدر محفل کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا نے ۱۹۱۳ء میں مسلمانان ہند کی معاشی و اقتصادی اصلاح اور بہتری کے لیے چار نکات پر مشتمل، اقتصادی پروگرام پیش کیا تھا جس میں دو قومی نظریے کی عملی شکل ملتی ہے اور اس پروگرام نے جو تربیت شعور کی، اس کی بدولت آنے والے چند برسوں میں مسلمانان ہند نے ہر محاذ پر ہندوؤں اور متحدہ قومیت کے علمبرداروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پاکستان کی آزاد اسلامی مملکت حاصل کرکے دم لیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تمام جامعات میں پاکستان کے اس محسن کے نام کی چیئر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ امام احمد رضا کانفرنس کے مہمان خصوصی ممتاز بین الاقوامی اسکالر و محقق پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نائب شیخ الجامعہ، جامعہ اردو علی گڑھ، سابق صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (بھارت) نے امام احمد رضا کی تصنیف "الملفوظات" کے حوالے سے اپنا تحقیقی مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا قلم کے بادشاہ ہیں۔ انہوں نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا موافق کو ضرورت اضافہ اور نہ مخالف کو دم زدن کی گنجائش۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا نے ہر موضوع پر کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ہے، ان کی دیگر تصانیف کی طرح "الملفوظات" بھی علم و حکمت سے لبریز ہے اس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ برمنگھم یونیورسٹی، انگلینڈ کے پروفیسر جی۔ ڈی قریشی اس کا انگریزی ترجمہ کررہے ہیں نیز اس پر تحقیقی مقالہ بھی لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج عالم اسلام کو امام احمد رضا کی

تعلیمات کی اشد ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو عام کیا جائے تاکہ مضطرب عالم اسلام سکون حاصل کرسکے' انہوں نے عالمی سطح پر ہونے والے ریسرچ ورک "تحقیق کام" کے حوالے سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے کام کی تعریف کی اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی امام احمد رضا کے حوالے سے کچھ کام ہوا مگر اب انشاء اللہ باقاعدہ کام کا آغاز ہوگا۔ انہوں نے ایک خوشخبری سناتے ہوئے کہا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایک فاضل امام احمد رضا کے دیوان حدائق بخشش" پر حال ہی میں تحقیقی کام کرنے کی جانب متوجہ ہوئے ہیں۔

کانفرنس میں مقتدر اہل علم شخصیات نے تحقیقی مقالات پیش کیے۔ چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل' ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ' بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد نے اپنے مقالے میں کہا کہ امام احمد رضا پچھلی دو صدیوں میں واحد شخصیت ہیں کہ جن کو علماء عرب و عجم نے اپنے وقت کا امام کہا اور کیوں نہ کہتے کہ امام احمد رضا کے فتاوی علوم اسلامیہ کے ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ فاضل بریلوی نے اپنے فتاوی میں قرآن حکیم کو اول ماخذ بنایا ہے' یہی وجہ ہے کہ انہیں کبھی اپنے فیصلے سے رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ امام احمد رضا نے فتاوی کو ملک و بیرون ملک کی تمام بڑی بڑی لائبریریوں میں رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا' عالم اسلام کے اس عظیم فرزند کے کارناموں سے روشناس ہوسکے۔ ملک کے مشہور و معروف عالم دین علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ' العزیز کی تمام عمر اتباع سنت اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں گزری' ان کی تحریریں روشنی کا چراغ ہیں' جو رہتی دنیا تک دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔ وہ دین مصطفوی کے عظیم سپاہی تھے جس نے تمام عمر دشمنان اسلام سے جہاد کیا۔

مولانا افضل قدیر ندوی' ریسرچ آفیسر ہمدرد یونیورسٹی کراچی سابق لکچرار' ڈھاکہ یونیورسٹی (بنگلہ دیش) نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" اور ان کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری حاشیہ "خزائن العرفان" کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اردو تراجم قرآن میں امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" ایک انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فزیالوجی کے صدر پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے حضرت امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعتیں شعر و ادب کے حسین مرقع کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کے مضامین کی تفسیر ہیں' انہوں نے کہا کہ حضرت امام احمد رضا کی بلند پایہ نعتیہ شاعری کا مقام و مرتبہ اس سے عیاں ہے کہ آج کئی جامعات میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے تحقیقی مقالات لکھے جارہے ہیں۔

سراج الدولہ گورنمنٹ کالج کراچی کے پروفیسر مولانا غلام عباس قادری سکندری نے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" کے سندھی ترجمہ کے حوالے سے مقالہ پیش کیا جبکہ جامعہ کراچی شعبہ سیاسیات کے پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری نے اپنے مقالے میں کہا کہ امام احمد رضا نے ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے متاع دین اور شریعت کا کبھی سودا نہیں کیا۔ انہوں نے دیگر محاذوں کی طرح سیاست میں بھی مسلمانوں کی بھرپور رہنمائی کی۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا نے دو قومی نظریے کی خشت اول رکھی۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے صدر صاحبزادہ وجاہت رسول قادری نے خطبہ استقبالیہ پڑھتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا کی بلند قامت شخصیت اب بین الاقوامی سطح پر تسلیم کی

جاری ہے اور عالمی جامعات میں ان کی علمی خدمات کے حوالے سے ریسرچ پیپرز مرتب ہو رہے ہیں۔ انہوں نے خوشخبری سناتے ہوئے اعلان کیا کہ پاکستان کی جامعات میں امسال پہلی مرتبہ امام احمد رضا کے حوالے سے دو فاضل حضرات نے ڈاکٹریٹ کیا ہے اور ان دونوں محققین کا تعلق ادارہ ہذا ہی سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ادارہ اپنی روایات کے مطابق آئندہ برس کانفرنس کے موقع پر ان فاضلان کو "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ" پیش کرے گا۔ انہوں نے ادارہ کے مقاصد اور پروگرام کی وضاحت کے ساتھ ادارہ کی سال بھر کی کارکردگی اور اہم علمی کارنامے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پیغام وحدت ملی کو بین الاقوامی سطح پر روشناس کرانے میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج عالم اسلام جس اضطرابی دور سے گزر رہا ہے ایسے میں امام احمد رضا کی فکر و نظر کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ کانفرنس کے دوران امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے سندھی ترجمہ جو کہ حضرت علامہ مفتی محمد رحیم سکندری نے کیا ہے اور امام احمد رضا کے فتاوی کی تخریجی اشاعت جو کہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے زیر اہتمام ہو رہی ہے کہ تقریب رونمائی ہوئی۔ اس کے بعد ادارہ کے جنرل سیکریٹری پروفیسر مجید اللہ قادری نے صدر محفل، مہمانان خصوصی اور دیگر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ محفل کے اختتام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا مشہور زمانہ سلام

مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

پڑھا گیا اور یوں صلوۃ و سلام اور دعا پر اس علمی مجلس کا اختتام ہوا۔

## "بدھ کو ناخن کتروانے سے برص کا مرض لاحق ہوتا ہے"

نہ چاہئے حدیث میں اس سے نہیں آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علمائے رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بدھ کو ناخن کتروائے کسی نے برنائے حدیث منع کیا فرمایا صحیح نہ ہوئی فوراً برص ہوگئے شب کو زیارت جمال بے مثال حضور پرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے۔ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچ یہ فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دوجہان و دستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگایا فوراً اچھے ہوگئے اور اسی وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد نہم، صفحہ ۳۷)

# ریاضیاتی علوم میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کارہائے نمایاں

(عنوان بالا پہ لکھے جانے والے مقالہ کی تلخیص)

پروفیسر ثناء اللہ بھٹی

(سابق چیئرمین، شعبہ ریاضی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ایک جامع العلوم، یگانہ اور عبقری ہستی تھے۔ آپ نے نہ صرف علوم دینیہ میں بے محابا محققانہ اور مجتہدانہ کام کیا بلکہ علوم عقلیہ میں بھی اپنے ہم عصر علماء سے کہیں زیادہ تصانیف و تالیفات تحریر کر ڈالیں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایک ایسے عالم دین نے جسے کسی کالج یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ ریاضی کی کئی شاخوں میں مثلاً حساب، ہندسہ، علم مثلث کروی، علم ہیت (علم فلکیات) میں برصغیر کے تمام پیشہ ور ریاضی دانوں سے کہیں زیادہ کام کر دکھایا۔

آپ کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ حساب میں ضرب، تقسیم اور قوت و جذر کے عوامل لوگرتھم کی مدد سے بہت آسان ہو جاتے ہیں۔ آپ نے انگریزی کی ایک اچھی سی لوگرتھم کی کتاب کا اردو میں ترجمہ کرایا۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو اس طریقہ میں مہارت تامہ حاصل ہو گئی۔ سو آپ نے اس طریقہ کو دینی مسائل کے حل میں جہاں دقیق حسابی عمل کی ضرورت پڑتی ہے، جا بجا استعمال کیا ہے۔

آپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ بعض دینی مسائل میں علم مثلث کروی اور علم فلکیات کی ضرورت پڑتی ہے۔ سو آپ نے ان علوم کی طرف ایسی توجہ دی کہ آپ ان میں بہت سا تحقیقی کام کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

بعض جزئیات میں آپ سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے، لیکن اس سے آپ کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج تک کوئی ریاضی دان یا سائنس داں ایسا نہیں ہوا، جس کے کام میں بعد کے ماہرین نے ترمیم و اصلاح نہ کی ہو۔ علوم عقلیہ میں تو اختلاف ہی سے ترقی و وسعت ہوتی ہے۔ خود امام صاحب نے کئی عقلی اور نقلی مسائل میں علمائے سلف سے اختلاف کیا ہے۔

علمائے دین کو چاہئے کہ آپ کے علوم کو سیکھیں ان پر عمل کریں اور انہیں عامتہ المسلمین تک پہنچائیں تاکہ بعض حلقوں میں جو آپ کے خلاف الرجی موجود ہے وہ دور ہو۔

فقیر کے خیال میں آپ کے علمی کام سے بھی زیادہ اہم آپ کا محققانہ اور مجتہدانہ انداز بیان ہے۔ دور جدید کے علماء کو چاہئے کہ وہ بھی بقول علامہ اقبال

زمانہ با ارسطو آشنا باش
دمے باساز بیکن ہم نوا بیش
و لیکن از مقام شاں گذر کن
مشو گم اندریں منزل، سفر کن

(جس پر امام صاحب نے پورا پورا عمل کیا)۔

اندھی تقلید کی بجائے محققانہ انداز اپنائیں اور علوم نقلیہ

کے علاوہ علوم عقلیہ کے حصول کی بھی مساعی کریں۔
ریاضیاتی علوم میں امام صاحب کے کام کا تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ یہ کام کوئی شخص واحد نہیں کر سکتا کیوں کہ آپ کا بیشتر کام فارسی اور عربی میں ہے اور جو علماء فارسی اور عربی میں مہارت رکھتے ہیں وہ اکثر ریاضی سے نابلد ہیں اور جو حضرات ریاضی جانتے ہیں انہیں فارسی اور عربی زبانوں میں مہارت حاصل نہیں۔ سو ضروری ہے کہ اس کام کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جس میں دونوں طرح کے علماء شامل ہوں اور وہ مل جل کر کام کریں۔

ایسے بورڈ کی تشکیل اول تو حکومت اور یونیورسٹیوں کو کرنی چاہئے اور اگر وہ نہ کرپائیں تو قوم کے مخیر حضرات کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

آخر میں دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو امام صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین۔

## "اختلاف مابین ائمہ"

○

قرآن عظیم میں بیشک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی قال اللہ تعالی لتبین لناس مانزل الیھم اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں رب سامع اوعی من مبلغ اور فرماتے ہیں رب حامل فقہ الی من ھوا فقہ منہ اس تفقہ فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہو اور ادھر مصلحت الٰہیہ احادیث مختلف آئیں کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا عبداللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا اور عبداللہ بن عباس کا امام شافعی کو اور افضل العبادلہ عبداللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابوحیفہ کو (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) حلال کو حرام یا حرام کو حلال جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضرورت دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں۔
(فتاوی رضویہ، جلد نہم، صفحہ ۱۰)

PEPSI
THE CHOICE OF A
NEW GENERATION.
PEPSI
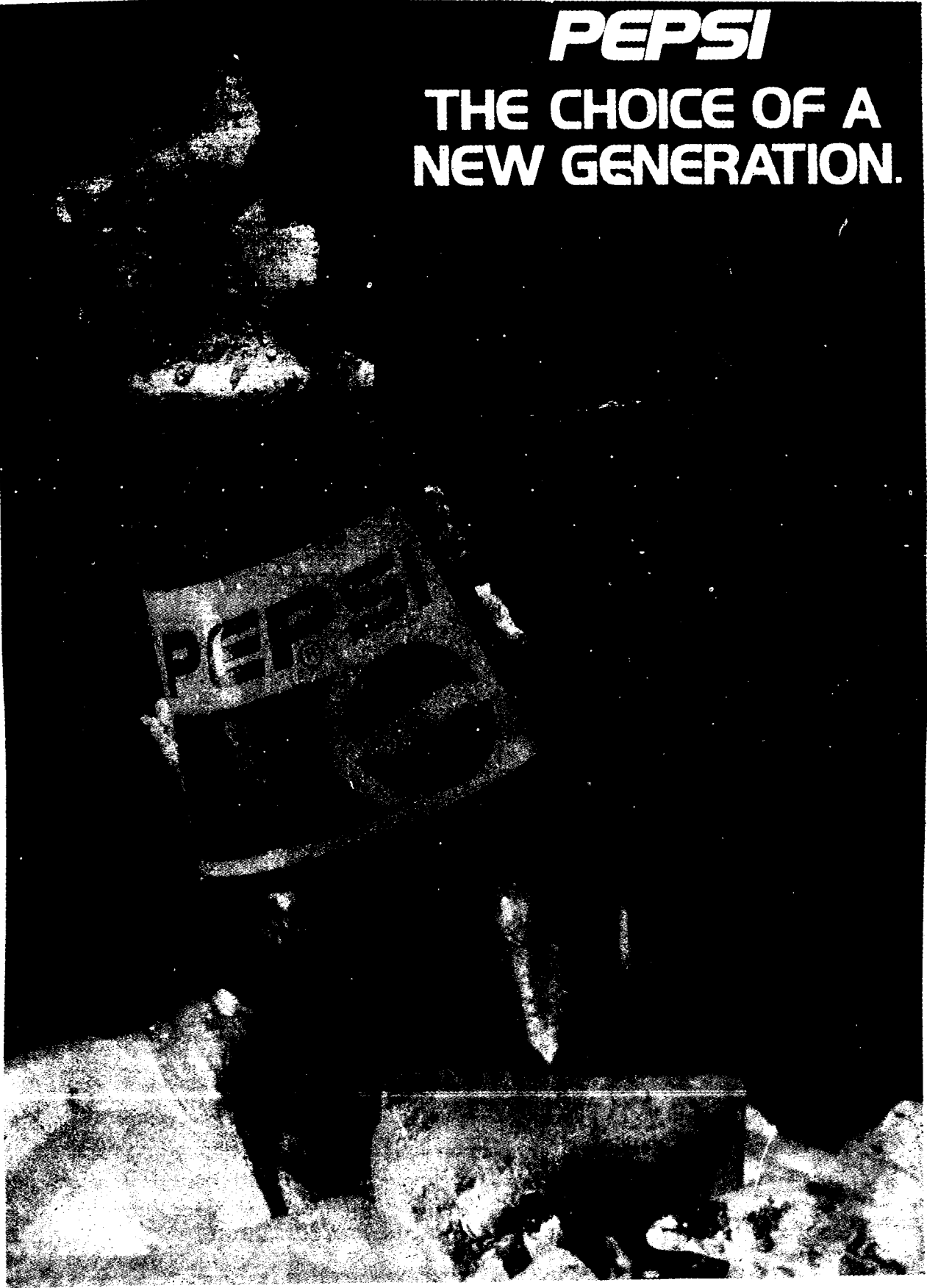
# تقریبِ تفویض کتب "اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان"

----- امام احمد رضا کانفرنس اسلام آباد ۹۴/۹۳ء -----

رپورٹ --- اقبال احمد اختر القادری

برصغیر میں یوں تو کئی جامع الصفات شخصیات گزری ہیں مگر جب ایک غیر جانب دار مبصر سب کا جائزہ لیتا ہے تو جیسی ہمہ گیر و ہمہ صفت شخصیت حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ کی نظر آتی ہے ویسی کوئی دوسری نہیں ملتی کوئی علم ایسا نہ

## امام احمد رضا بریلوی' امام ابو حنیفہ ثانی تھے۔ مولانا کوثر نیازی

تھا جس پر انہیں دسترس حاصل نہ تھی۔ فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے آپ کی شان مجتہدانہ نکھر کر سامنے آتی ہے' ان خیالات کا اظہار چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل مولانا کوثر نیازی نے امام احمد رضا کانفرنس بسلسلہ تفویض کتب اسلامی نظریاتی کونسل میں کیا جو کہ جنوری ۹۴ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتب بطورعطیہ دینے کے سلسلے میں اسلام آباد کے ہوٹل

## فتاویٰ رضویہ' فقہ اسلامی کا عظیم شاہکار ہے۔ ڈاکٹر محمد طفیل

## امام احمد رضا شریعت و طریقت کو جدا جدا تقسیم کے خلاف ہیں۔ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن

ہالی ڈے ان اسلام آباد میں منعقد ہوئی وہ اس تقریب کے صدارت کر رہے تھے۔ کانفرنس میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ڈاکٹر ساجد الرحمٰن نے مقالات پیش کئے جب کہ خطبہ استقبالیہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کے مرکزی صدر صاجزادہ وجاہت رسول قادری نے پڑھا اور نظامت کے فرائض ادارۂ کے معتمد اعلیٰ اور جامعہ کراچی کے استاد پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے انجام دئے۔ ادارہ کی اسلام آباد شاخ کے ناظم جناب محمد افسر خان القادری نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

تلاوت قرآن اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ڈاکٹر محمد طفیل نے بعنوان "فتاویٰ رضویہ کا اولین ماخذ قرآن کریم " کے حوالے سے نہایت پر مغز اور تحقیقی مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ فتاویٰ رضویہ جہاں فقہ حنفیہ کے حوالے سے احادیث کا انسائیکلوپیڈیا ہے وہیں فقہ اسلامی کے اولین ماخذ کا ایک عظیم شاہکار ہے امام احمد رضا نے فتاوی رضویہ میں فقہ حنفیہ کے علاوہ اور بھی دیگر ائمہ کے اقوال و روایات کو بطور استدلال اور ماخذ پیش کیا ہے' جس سے یہ

بات بخوبی عیاں ہے کہ آپ نے آئمہ اربعہ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہے تب ہی تو ان سے ماخذ پیش کئے ہیں۔

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن نے امام احمد رضا اور تصوف کے حوالے سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا ظاہری علوم و فنون کی طرح باطنی علوم و عرفان میں بھی اپنے ہم عصروں میں منفرد مقام کے حامل تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ کو برصغیر پاک و ہند اور بلاد عالم میں بڑا فروغ دیا۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا شریعت و طریقت کو دو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرنے کے خلاف ہیں آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ "مقال العرفا" بھی تحریر فرمایا ہے۔

خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے ادارہ کے صدر صاحبزادہ وجاہت رسول قادری نے حضرت امام احمد رضا کے ملی، دینی، سیاسی، تصنیفی اور فکری کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے مطالبہ

مولانا کوثر نیازی نے اپنے خطبہ صدارت میں حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا حضرت امام احمد رضا جیسی ہمہ صفت شخصیت صدیوں میں کہیں جا کے پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی دیگر ہزار کے قریب کتب تو الگ ہیں۔ جب میں صرف "فتاویٰ رضویہ" پر نظر کرتا ہوں تو حضرت امام احمد رضا کی مجتہدانہ شان نکھر کے سامنے آتی ہے، انہوں نے کونسل کی لائبریری کے لئے امام احمد رضا کی کتابوں کا عطیہ پش کرنے پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا شکریہ ادا کیا، انہوں نے کہا یہ ادارہ لائق صد تحسین ہے جو اس عظیم عاشق رسول کی تعلیمات کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرا رہا ہے۔ انہوں نے علمی و تحقیقی کاموں میں ادارہ سے معاونت کا یقین دلایا انہوں نے مزید کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برصغیر پاک و ہند ہی

## پاکستان کی تمام جامعات میں "امام احمد رضا چیئرز" قائم کی جائیں، وجاہت رسول قادری

کیا کہ حضرت امام احمد رضا کے عظیم الشان ترجمہ قرآن کنزالایمان، آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" اور دیگر کتب کو حکومتی سطح پر پھیلا دیا جائے، پاکستان کی تمام لائبریریوں میں امام احمد رضا کی کتب بالخصوص فتاویٰ رضویہ کو رکھوایا جائے اور پاکستان کی تمام جامعات میں امام احمد رضا چیئرز کا فوری قیام عمل میں لایا جائے۔۔۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کی جانب سے تقریباً ایک سو پچیس کتب کا عطیہ اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان کی لائبریری کے لئے ادارہ کے صدر صاحب زادہ وجاہت رسول قادری اور معتمد اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل جناب مولانا کوثر نیازی کو پیش کیا۔

میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے امام اور پیشوا ہیں انہوں نے کہا کہ کونسل اسلامی قوانین بناتے وقت حضرت امام احمد رضا کی ان کتب سے بھرپور استفادہ کرے گی۔۔۔

کانفرنس کے اختتام پر ادارہ کی اسلام آباد شاخ کے ناظم محمد افسر خان القادری اور ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، تمام مدعوئین میں سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، کتاب "عشق ہی عشق"، "امام احمد رضا بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت" (اردو اور انگریزی) اور جامع العلوم "عبقری شخصیت" تقسیم کی گئی اور پھر حضرت امام احمد رضا کے والہانہ دورود سلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" اور دعا پر یہ علمی و ادبی اور روحانی محفل اختتام پذیر ہوئی۔

*Title Cover Processed by* **LASERDOT** *Printed by Hamdard Press*